مظہر الحیاء والایمان

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں

مرتب

محمد نصیر ہمایوں

بیگم ہمایوں ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور

كامل الحياء والايمان

ہدیہ بیگم محمد حنیف ندوی

سیدنا عثمانؓ ابن عفان

اللہ اور رسولؐ کی نظر میں

مرتبہ
محمد نصیر ہمایوں
مع مقدمہ
از مولانا محمد حنیف ندوی

ناشر
بیگم ہمایوں ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور

پبلشرز :- بیگم ہمایوں ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور
بذریعہ محمد نصیر ہمایوں بی۔اے

مطبع :- نقوش پریس لاہور

کتابت :- مولوی محمد اقبال قریشی نظام آبادی

پہلا اڈیشن :- مئی ۱۹۶۸ء

قیمت مجلد :- تین روپے

والدۂ مرحومہ

کی

یاد میں

اظہارِ تشکر

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے اپنے دیرینہ جذبات و خیالات کو باوضو عملی جامہ پہنانے کی توفیق بخشی۔ بعدہٗ میں مولانا محمد حنیف صاحب نادری اور مولوی محمد اقبال قریشی خوشنویس اور مولوی غلام رسول خطیب کیمپوری کی معاونت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کتاب میں جو عربی متن شامل ہے اس کی صحت میں مولوی غلام رسول خطیب نے خاص طور پر میرے ساتھ تعاون کیا ہے

محمد نصیر ہمایوں

ماخذ

(۱) قرآن حکیم (۲) احادیث نبویؐ

(۳) نہج البلاغہ (حضرت علیؓ)

(۴) آیات بینات (از نواب محسن الملک سید مہدی علی خاں)

(۵) فضائل صحابہؓ (از شاہ عبد العزیزؒ محدث دہلوی)

(۶) سیرت عثمانؓ بن عفان (از محمد رضا مصری)

(۷) سیرت النبیؐ (از مولانا شبلیؒ)

(۸) سیرت الصحابہ (از مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی)

فہرست عنوانات

۱

سخنے چند

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فضائل و مناقب کی جن تابندگیوں کو اپنی جبین افتخار پہ سجا رکھا ہے۔ ان میں ایک ایک فضیلت اور خوبی ایسی ہے کہ جس سے خود شرف و بزرگی کا چہرہ زیبا دمک اٹھتا ہے۔ صحبت نبوی یا آفتاب نبوت کا قرب و اتصال خوش بختی اور فرخندہ حالی کے لحاظ سے کیا کم تھا کہ اس پہ محاسن گوناں گوں کا اور اضافہ ہو۔ اس گرامی قدر شخصیت کے مرتبہ بلند کا تصور کیجئے جس کے کاشانہ الفت کو قندیل رسالت کی ضو افشانیوں نے براہِ راست منور کر رکھا ہو یعنی جس کو جناب رقیہ رضی اللہ عنہا و ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے شوہر نامدار ہونے کا اعزاز حاصل ہو۔ جس کو اللہ کی راہ میں دو مرتبہ ہجرت سے بہرہ ور ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ہو۔ جس کی طبع جود و سخا کی ارزانیوں نے غزوہ تبوک کے تمام بھاری بھرکم مصارف تنہا ادا کئے ہوں۔ جس نے شدید ضرورت کے موقع پہ اپنی گرہ سے بئر رومہ خریدا ہو اور اسے مسلمانان مدینہ کے لئے وقف کر دیا ہو، جس نے مسجد نبوی کی توسیع کے منصوبہ کو پروان چڑھایا ہو جو اخلاق حسنہ کا پیکر ہو، اور جس کے جذبہ عفاف و حیا کا یہ عالم ہو۔ کہ فرشتے بھی شرمائیں اور عند اللہ جس کا مقام یہ ہو کہ خود پیغمبر بہ نفس نفیس اس کی حفاظت و صیانت کے لئے شجرہ رضوان کے سایہ میں مسلمانوں سے بیعت لے، اور قرآن اس بیعت کے بارہ میں یوں ارشاد فرمائے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ۔ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ۔

جو قرآن کا جامع ہو ــــ اور جس کو اس سلسلۃ الذہب کی چوتھی اور درخشاں کڑی ہونے کا فخر حاصل ہو جسے عشرہ مبشرہ کی اصطلاح سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان خوبیوں پر غور کیجئے اور بتایئے کہ جس ذات والاصفات کی سعادت مندیوں کا یہ حال ہو اس کے بارہ میں یہ سوچا بھی جا سکتا ہے کہ اس کی اسلام کے ساتھ وابستگی مشکوک تھی یا اس کے اخلاص میں ادنیٰ شبہ کی گنجائش پائی جاتی ہے۔

ہمارا دعویٰ یہ نہیں کہ تمام صحابہؓ معصوم تھے یا ان کی رائے فتویٰ اور فیصلوں کو جرح و تنقید کا ہدف بنایا نہیں جا سکتا۔ ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ تمام صحابہ کی ذہنی و فکری سطح یکساں تھی۔ یا تربیت اور اسلام کے رچاؤ کے اعتبار سے سب ایک ہی درجے پر فائز تھے۔ ہمارا دعویٰ نسبتاً محدود اور متعین ہے۔ جو یہ ہے کہ صحابہؓ میں وہ جلیل القدر حضرات جن کو آنحضرتؐ کی رفاقت تامہ حاصل تھی۔ جو آنحضرتؐ کی جلوت و خلوت میں برابر شریک رہے۔ جن کے مزرعہ قلب پر سحاب نبوت کی بارش سالہاسال تک جاری رہی اور جن کو قرآن اس شان امتیاز کے ساتھ پیش کرتا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا فتح ۲۶۔ (قرآن مجید)	محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحمدل تو انہیں دیکھتا ہے کہ خدا کے آگے جھکے ہوئے سر بسجود ہیں اور خدا کا فضل اور خوشنودی طلب کر رہے ہیں۔

یا جن کو خصوصیت سے اللہ نے سند رضا سے نوازا ہے اور جن کو فوز عظیم کی خوشخبری سنائی ہے۔ اس بنا پر کہ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے اس وقت اسلام کو سینوں سے لگایا۔ اور اس وقت اس سچائی کی طرف لپکنے اور بڑھنے کی کوشش کی جب لوگ اسے ٹھکرا رہے تھے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

توبہ ۱۰۰

اور جن لوگوں نے اسلام کو قبول کرنے میں سبقت کی مہاجرین میں سے اور انصار میں سے بھی۔ اور جنہوں نے نیکوکاری کے ساتھ ان کی پیروی کی خدا ان سے خوش ہوا اور یہ خدا سے خوش ہیں اور ان سے ان کے لئے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں یہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی (فوز عظیم) ہے۔

یعنی تمام وہ حضرات جن کو اللہ تعالیٰ نے بطور نشان حق کے دلیل و برہان کی صورت میں پیش کیا ہے اور جن کے اعمال کو اسلامی تعلیمات کا قدرتی نتیجہ اور کرشمہ ٹھہرایا ہے ظاہر ہے کہ ان عالی مرتبت بزرگوں کے متعلق قطعی دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔

یہاں اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ قرآن حکیم جب صحابہؓ کی خوبیوں کو بیان کرتا ہے ان کے مرتبہ و مقام کی رفعتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے اور انہیں اللہ کی رضا اور خوشنودی کا مژدہ جانفزا سناتا ہے تو اس کے معنی یہ نہیں ہوتے

کہ یہ فضائل و محامد نزول قرآن کے وقت تو بلاشبہ ان میں پائے جاتے تھے لیکن جونہی دولت و اقتدار کی چمک دمک نے ان کی نظروں کو خیرہ کیا۔ اور غنائم کی کثرت نے ان کو لبھایا۔ یہ خدانخواستہ ثابت قدم نہ رہ سکے۔ اور بالآخر اس استحقاق سے محروم ہو گئے۔ کیونکہ قرآن حکیم نے ان فضائل کو صرف تاریخ کے ایک مرحلہ کی شکل میں پیش نہیں کیا۔ بلکہ بطور ایک دلیل اور برہان کے پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ نظام حیات اگر صحیح ہو۔ اور اس نظام حیات کو پیش کرنے والا اخلاق و سیرت کے اعتبار سے اونچا اور بلند ہو۔ اور اس کی آواز و دعوت میں یہ تاثیر ہو کہ دل کی گہرائیوں میں اتر کر انسانی ضمیر کو جھنجوڑ سکے اور قلب میں رشد و ہدایت کی مشعلیں روشن کر سکے۔ تو اس کے نتیجے میں جو لوگ پیدا ہوں گے اور جو معاشرہ تشکیل پذیر ہوگا۔ اس میں لامحالہ ان خوبیوں کا انعکاس ہوگا۔

قرآن حکیم دراصل اس حقیقت کو واضح کرنا چاہتا ہے کہ دعوت اور نتائج دعوت میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اگر دعوت صحیح ہے زمین سازگار ہے اور آبیاری کی تمام تر کوششیں درست ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ بیج تناور نخل کی صورت اختیار نہ کرے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے پاکیزہ بات کی مثال کیونکر بیان فرمائی ہے وہ ایسی جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ مضبوط ہے یعنی زمین کو پکڑے ہوئے ہے اور

تُؤْتِیْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۔ شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں یہ اللہ کے حکم سے ہر وقت پھل لاتا اور میوے دیتا ہے۔

(ابراہیم ۲۵)

اس تشریح کی روشنی میں غور کیجئے اگر وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ارتداد اختیار کر لیں یا اس مقام سے محروم ہو جائیں جس پر کہ اللہ نے انہیں فائز کیا تو قرآن حکیم کی پیش کردہ اس دلیل میں کوئی وزن باقی رہ جاتا ہے۔ کہ کلمہ حق بہر حال برگ و بار لاتا اور پھلتا پھولتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی اس فصیح و بلیغ تمثیل میں جس کو اس کی ذات گرامی نے خصوصیت سے اس حقیقت کے اظہار کے لئے منتخب فرمایا ہے عملی تغلیط کے بعد آیا اس میں ذرا بھی جان یا سکت برقرار رہتی ہے۔

اگر اللہ کا کلام ابدی ہے، تو ضروری ہے کہ اس کے دلائل میں جو قوت جو زور، اور فصاحت و بلاغت پنہاں ہے وہ بھی ابدی اور ہمیشہ قائم رہنے والی ہو۔ اور وہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اس تمثیل کا اطلاق ہر ہر دور میں بعینہٖ جوں کا توں رہے۔ اس سے بھی آگے بڑھ کر صحابہؓ کے بگاڑ کو مان لینے سے یہ شبہ دلوں میں چٹکی لیتا ہے کہ اس کتاب ہدیٰ کو نازل کرنے والا خدا علّام الغیوب بھی ہے یا نہیں یعنی جس تمثیل کو آگے چل کر غلط ثابت ہونا تھا اس کو اس زور اور ایمان افروز لہجہ کے ساتھ پیش کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اگر اللہ تعالےٰ آنے والے واقعات کو پہلے ہی سے جانتا ہے۔ اور یقیناً جانتا ہے اور اس کے دائرہ علم و ادراک سے مستقبل میں ابھرنے والا

ادنیٰ سے ادنیٰ واقعہ بھی اوجھل رہنے والا نہیں ہے۔ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو جان لینا چاہیئے تھا۔ کہ آمدہ واقعات اس تمثیل کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ اور اگر اس کے غیب پر مبنی علم وادراک نے اس نوع کے کسی خدشہ کا اظہار نہیں کیا تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ صحابہؓ ہمیشہ ان اوصاف حمیدہ سے متصف رہیں گے۔ اور کلمہ طیبہؐ کی یہ تاثیر ہمیشہ معاشرہ میں ایسے شجر بارآور کو جنم دیتی رہے گی جس کے میووں اور پھلوں سے انسانیت اپنے کام و دہن کی تواضع کرتی رہے۔ یہ سوال اپنی جگہ بہت اہم ہے۔ شیخ صاحب نے اپنی اس مختصر مگر اخلاص و ایمان کے جذبہ سے معمور کتاب میں بجا طور پر تاریخ کی بے مائیگی کی طرف اشارہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ صحابہؓ کے احوال و کوائف کی جانچ پرکھ مخصوص نوعیت کی حامل ہے۔ یہ مسئلہ صرف تاریخ ہی کا مسئلہ نہیں ایمان کا مسئلہ بھی ہے۔ اور اس کا تعلق ہمارے نازک ترین احساسات سے ہے۔ اس لئے اس کے بارہ میں صرف تاریخ کے اوراق ہی سے رہنمائی حاصل نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ جس کی ترتیب و تدوین میں شخصی اور گروہی تعصبات کا بہت بڑا حصہ ہے۔ بلکہ ضروری ہے کہ تاریخ کے پہلو بہ پہلو یہ بھی دیکھا جائے کہ قرآن حکیم نے ان حضرات کی سیرت و کردار کو کس کس انداز سے نکھارا اور پیش کیا ہے۔

اس وضاحت سے یہ نہ سمجھا جائے کہ صحابہؓ کے متعلق ہر طرح کی بحث و تحقیق کو ہم ناجائز سمجھتے ہیں یا ان کو غیر مشروط طور پر معصوم گردانتے ہیں ہمارے نزدیک عصمت وحی کے سوا اور کوئی عصمت نہیں جس کا ماننا ضروری

ہو۔جس طرح ہر ہر بشر خطا و لغزش سے دوچار ہو سکتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح صحابہؓ بھی خطا و لغزش کے مراحل سے دوچار ہو سکتے ہیں

یہاں بحث عام صحابہؓ کی نہیں ان نفوس قدسیہ کی ہے جن کی سیرت و کردار کو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فیوض تربیت نے خاص سانچوں میں ڈھالا ہے اور جن کی رفعت شان کی شہادت خود قرآن پاک نے دی ہے

شیخ صاحب نے اپنی اس کتاب میں انہیں نکات کے پیش نظر حضرت عثمان غنیؓ کے فضائل و مناقب کو صرف قرآن و احادیث صحیحہ کی روشنی میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ جس طرح انہوں نے معنفانہ تکلفات میں پڑے بغیر محض اخلاص و محبت سے سرشار ہو کر اس کو ترتیب دیا ہے۔ اسی جذبہ کے پیش نظر اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو قبول عام کا خلعت عطا کرے۔ آمین

محمد حنیف ندوی

ھُوَالمُستَعَان

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

تمہید

از مؤلف

تمہید

ایک عرصے سے سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کی فضیلت پاکیزگی اور ہر طرح کی بڑائی کے خیالات میرے دل و دماغ پر مسلط رہے ہیں۔ ان کو قلمبند کرنے یا کرانے کا کبھی بھی موقع نصیب نہیں ہوا ہمیشہ خیال رہا کہ جس بزرگؓ نے اسلام لانے کے بعد اپنے عزیزوں سے سخت مصیبت سہی ہو جس نے تنگ آکر اپنے عزیز وطن کو چھوڑ کر اپنی بیوی رقیہؓ دبنت نبی کریمؐ سمیت دور دراز کا سفر اختیار کر کے حبشہ میں ہجرت کی ہو۔ جو صحابہؓ کی عسرت (تنگی) کے وقت اپنا مال و دولت لٹانے میں پیش پیش رہا ہو۔ اور جس بزرگؓ کو خدا اور خدا کے رسولؐ کی طرف سے جنت کی بشارتیں ہوں۔ ایک دفعہ نہیں کئی بار۔ ان کے متعلق کس طرح زیب دیتا ہے کہ ان کے حق میں ہلکے الفاظ استعمال کئے جائیں۔

یہ ایک لمبی داستان ہے جس کی پشت پر مفتوحہ قبیلوں اور علاقوں کے منتقمانہ جذبات سے سرشار پراپیگنڈا ہے۔ اس کی پشت پر بنی ہاشم اور بنی امیہ کی پرانی اور دیرینہ دشمنی ہے۔ سبائیوں کا مشہور شنز کینہ حسد بغض اور عناد ہے۔ نیز قریش کے مختلف قبیلوں کے اندر اقتدار کی ہوس چنگاری کا کام دیتی رہی ہے۔ اسلامی حکومت کی تیز رفتار وسعت اور دولت کی فراوانی کی وجہ سے بھی عربوں اور عجمیوں کی آپس کی رقابتیں جاگ کر بھڑک اٹھیں۔ ہمارا یقین ہے کہ ان تمام فتنوں میں سیدنا حضرت عثمانؓ غنی کی اپنی پاک ذات معصوم ہے ان کی سیرت کے متعلق حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا یہ قول اپنے سامنے رکھیں:۔

آپؓ نے فرمایا کہ عثمانؓ ہم سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والے اور متقی و پرہیزگار بزرگؓ تھے۔ پھر فرمایا۔ میرا، طلحہؓ۔ زبیرؓ اور عثمانؓ کا معاملہ اس آیت کا مصداق تھا:۔

وَنَزَعۡنَا مَا فِیۡ صُدُوۡرِهِمۡ مِّنۡ غِلٍّ اِخۡوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیۡنَ ▪ (پ ۱۴ سورۂ حجر رکوع ۴)

ہم نے ان کے سینوں سے ہر قسم کے رشک وحسد کو دور کر دیا۔ اب وہ بھائی بھائی ہیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہیں۔

چنانچہ ان کی خلافت کے زمانہ کے پہلے چھ سالوں کے عرصہ میں کسی قسم کا کوئی شبہ یا نقص واقع نہیں ہوا۔ اس کے بعد جو اختلافات معلوم ہونے لگے۔ ان کی وجہ ہم بتا چکے ہیں

میں نے اپنے کتابچہ میں تاریخی تفصیلات میں جانے سے گریز کیا ہے۔ اوّل تو یہ کہ میں مؤرخ نہیں ہوں۔ دوم یہ کہ مجھے مؤرخوں کے متعلق ایک پکی بات یاد ہے وہ بیان کئے دیتا ہوں۔

ایک انگریز اٹھارہ سالوں سے تاریخ انگلستان لکھنے میں ہمہ تن مصروف تھا۔ ایک دن وہ اپنے بالا خانے پر بیٹھ کر نیچے بازار کی طرف دیکھ رہا تھا۔ یکایک اس نے دیکھا کہ دو انگریز آپس میں لڑنے لگے ہیں۔ دونوں گتھم گتھا ہو گئے تو دیکھتے دیکھتے کئی آدمی وہاں جمع ہو گئے اور جب وہ منتشر ہوئے تو اس مؤرخ نے نیچے آکر لوگوں سے اس جھگڑے کی وجہ معلوم کرنے کی کوشش کی۔ سب آدمیوں کے بیانات مختلف تھے اور

اس کا اپنا خیال سب سے الگ قسم کا تھا۔ وہ بڑا پریشان ہوا اور دل میں سوچنے لگا کہ ایک واقعہ میرے سامنے ہوا ہے اور دو آدمیوں کی رائیں بھی آپس میں متفق نہیں ہیں۔ چہ جائیکہ کہ میں اتنے پرانے گذشتہ حالات کے تحقیق اور موازنہ پر اتنا قیمتی وقت ضائع کر رہا ہوں وہ فوراً اپنے کمرے میں گیا اور اٹھارہ سالوں کا ریکارڈ۔ دستاویزات اور مسودات کو نذرِ آتش کر دیا۔ یہ سچی کہانی ان لوگوں کے لئے ہے جو خواہ مخواہ مؤرخ بن کر بڑے اکڑ کر پبلک کے سامنے آنا چاہتے ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضؓ کے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ لیکن میں بھی اس بڑھیا کی طرح میدان میں آ گیا ہوں جو حضرت یوسفؑ کے خریدار بننے کے لئے اپنا کچا سوت لے کر منڈی میں پہنچ گئی تھی۔ وہ کسی کی نگاہ میں تو نہ آئی لیکن آسمانوں پر اس کے جذبہ کی دھوم مچ گئی اور حسن و عشق کی داستانوں میں اس کا بھی تذکرہ ہونے لگا۔ بہر صورت میں نے اس کتابچہ میں اس وقت کے حالات پر تبصرہ کرنے کی بجائے صرف قرآنی آیات اور احادیث کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے جس سے سیدنا عثمان غنیؓ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ کتابچہ میں اپنے ٹرسٹ کی طرف سے شائع کر رہا ہوں۔ اس میں کوئی کاروباری نقطۂ خیال بھی نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ میرے اس عاجزانہ فعل کو منظور کر لے تو پھر میری آرزو پوری ہو جائے گی

گذشتہ صدی میں جن بزرگوں نے ملت میں بیداری اور یکجہتی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ بڑے حساس اور قوم کے دلی خیر خواہوں میں سے تھے۔ انہوں نے جو کچھ بھی کہا اور جو کچھ بھی لکھا وہ دل سے لکھا اور انصاف سے لکھا اور وہ ملک کا سرمایہ ہے۔ ان میں

سب سے اول شاہ عبد العزیزؒ خلف الرشید شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور سید مہدی علی خاں نواب محسن الملک ہیں انہوں نے فرقہ وارانہ مناقشات کو مٹانے کے لئے جو کچھ لکھا ہے وہ مستقل سرمایہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس عاجز نے بھی اس کتابچہ میں ان کو اپنے سامنے رکھا ہے

قرآنی آیات اور احادیث نبی کریم ؐ کے ارشادات سے پتہ چلتا ہے کہ :-

(۱) ہجرت کے سلسلہ میں انؓ کا رتبہ السابقون الاولون میں سے ہے۔

(۲) یہی ایک واحد صحابی ہیں جن کے قتل کی خبر سن کر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو صحابیوں سے انتقام لینے کی بیعت لی (بیعت رضوان)

(۳) یہی وہ بزرگ ہیں جو جامع القرآن کہلاتے ہیں اور دنیا کے مسلمانوں کے لئے یہ اُن کا صدقہ جاریہ ہے۔

(۴) زبان کا لہجہ بارہ میل کے بعد بدل جاتا ہے انہوں نے مرکزیت کو سامنے رکھتے ہوئے مکہ معظمہ کے لب ولہجہ کے پیش نظر تلاوت کو ایک ٹکسالی اور مستقل حیثیت بخشی۔

(۵) بنی امیہ میں سے یہ پہلا مسلمان ہے اور جب وہ بیعت کے لئے ابوبکرؓ کے ساتھ رسول پاکؐ کے پاس جانے ہی لگے تھے تو ان کے نصیبوں میں یہ لکھا تھا کہ آنحضرتؐ وہاں خود پہنچ جائیں (سبحان اللہ)

(۶) ان کے پاک خصائل اور کریمانہ عادات کے پیش نظر رسول اللہؐ کو جو ان سے محبت تھی۔ وہ اس بات سے ظاہر ہے کہ ان کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے ان کے عقد میں آئیں۔

(۷) ان کی فیاضیوں کے پیش نظر کئی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی بشارت دی۔

(۸) یہی ایک امیر المومنین ہیں جنہوں نے اپنی خلافت کے وقت بیت المال سے ایک پلیسہ بھی اپنے لئے نہیں لیا۔

(۹) قرآن حکیم نے بار بار صحابہ رضؓ کے متعلق (جن میں عثمان غنی رضؓ بھی شامل تھے) مخاطب ہو کر فرمایا ہے کہ اس دین کی بدولت تم بھائی بھائی بن گئے ہو اور ایسے رشتہ حمیت میں پیوستہ ہو گئے ہو کہ تمام دنیا کی دولت سے ایسا تعلق نصیب نہیں ہو سکتا تھا۔

(۱۰) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے :- اَلتَّاجِرُ الْاَمِیْنُ الصَّدُوْقُ الْمُسْلِمُ مَعَ الشُّھَدَاءِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (بخاری ومسلم) کہ سچا امانتدار مسلمان سوداگر قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ ہوگا، اس حدیث پر پورے اترتے تھے اور اسی وجہ سے ان کی ساکھ غیر معمولی تھی۔ وہ سب کچھ خیرات کر دیتے تھے اور پھر امیر الامراء بن جاتے تھے یہ اللہ کی دین تھی

(۱۱) روئے زمین پر حضرت عثمان رضؓ بحری بیڑے کو فوجی شکل دینے کے موجد تھے اور جب اس سلسلہ میں ایک مناسب بندرگاہ کی ضرورت پڑی تو وہ خود ساحل پر بنفس نفیس گھومتے پھرے (وہ یہ جگہ ہے جہاں اب جدہ آباد ہے) وہاں انہوں نے خود ذاتی طور پر بندرگاہ کی بنیاد رکھی۔

(۱۲) حضرت عثمان رضؓ عشرہ مبشرہ میں سے تھے جن کے متعلق آنحضرتؐ نے جنت کی بشارت

دی ہے اور اُن چھ صحابیوں میں سے تھے جن کے متعلق حضرت عمرؓ نے خلافت کے انتخاب کے لئے وصیت کی تھی۔

میں اس کتابچہ میں اُن کے اپنے کچھ بیانات (معہ متن) بھی قلمبند کر رہا ہوں اور میرا یقین ہے کہ ان کی موجودگی میں کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ کرسئ عدالت پر بیٹھ کر جرح کرے اور بقول امام ابو حنیفہ رح کے یہ معاملہ اب خدا کے دربار میں پیش ہونے کے لئے چھوڑ دیا جائے

اسی تمہید میں ان کا ایک مشہور بیان لکھے دیتا ہوں۔

محاصرہ کے ایام میں ایک دن قصر خلافت کے اوپر تقریر فرماتے ہوئے کہا۔

"لوگو! تم میرے قتل کے کیوں درپے ہو۔ میں تمہارا والی اور مسلمان بھائی ہوں خدا کی قسم جہاں تک میرے بس میں تھا میں نے ہمیشہ اصلاح کی کوشش کی لیکن بہر حال میں انسان ہوں، اس لئے اصابت رائے کے ساتھ لغزشیں بھی ہوئیں۔ یاد رکھو بخدا اگر تم نے مجھے قتل کر دیا۔ تو پھر قیامت تک نہ ایک ساتھ نماز پڑھو گے اور نہ ایک ساتھ جہاد کرو گے (ابن سعد حصہ اول ۳۳)"

ایک دن پھر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں خدا کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں کیا تمہیں نہیں معلوم کہ جب رسول اللہ صلعم مدینہ تشریف لے گئے تو مسجد تنگ تھی۔ آپ نے فرمایا "اس زمین کے قطعہ کو کون خرید کر مسلمانوں پر وقف کرتا ہے اس کو جنت میں اس سے بہتر جگہ ملے گی" اس وقت میں نے اس ارشاد کی تعمیل کی اور اس زمین کو خرید کر مسلمانوں پر وقف

کیا۔ آج تم اسی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روکتے ہو۔ میں خدا کی قسم دے کر تم سے سوال کرتا ہوں۔ کیا تم کو نہیں معلوم کہ جب رسول اللہ صلعم مدینہ تشریف لائے تو یہاں بئر رومہ کے علاوہ میٹھے پانی کا دوسرا کنواں نہ تھا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اسے کون خرید کر مسلمانوں پر وقف کرتا ہے اس کو جنت میں اس سے بہتر جگہ ملے گی۔ تو میں نے اُسے خرید کر وقف کر دیا۔ اور آج تم مجھے اس کنوئیں کے پانی سے روکتے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں ہی نے جیش عسرہ (جنگ تبوک) کا پورا سامان دیا تھا۔ سب نے کہا ہاں سچ ہے۔

(مسند احمد بن حنبلؒ جلد اول صفحہ ۵۹)

جب مذکورہ تقریر دل کا کسی پر کوئی اثر نہ ہوا تو پھر ایک دن آپؓ نے یوں خطاب فرمایا۔ "میں ان لوگوں کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کسی کو یاد ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلعم کوہ حراء پر تھے تو وہ ہلنے لگا آپؐ نے ٹھوکر مار کر فرمایا حراء ٹھہر جا کہ تیری پیٹھ پر اس وقت ایک نبیؐ ہے۔ ایک صدیق اور ایک شہید ہے اور پھر میں آپ کے ساتھ تھا۔ لوگوں نے اس کی تصدیق کی۔ پھر آپؓ نے فرمایا:۔ میں ان لوگوں کو قسم دے کر پوچھتا ہوں جو بیعت رضوان میں موجود تھے کہ جب رسول اللہ صلعم نے مجھے مشرکین کے پاس گفتگو کرنے کے لئے بھیجا تھا تو اپنے دست مبارک کو میرا ہاتھ قرار دے کر میری جانب سے بیعت نہیں لی؟ سب نے کہا ہاں سچ ہے[1]"

---

[1] مسند امام احمد بن حنبلؒ صفحہ ۵۹)

پھر آپؓ نے دیکھا کہ یہ لوگ کسی طرح بھی آپ کے قتل سے باز نہیں آتے تو آخری بار تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

"لوگو! آخر کس جرم میں تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو میں نے رسول اللہ صلعم سے سُنا ہے کہ تین صورتوں کے سوا کسی مسلمان کا خون جائز نہیں۔ اسلام کے بعد جو مسلمان مرتد ہو جائے یا پاکدامنی کے بعد بدکاری کا مرتکب ہو یا کسی کو قتل کرے تو قصاص میں قتل کیا جائے۔ ان تینوں شرطوں سے میرا دامن پاک ہے۔ خدا کی قسم جب سے خدا نے مجھے ہدایت دی ہیں نے اپنے مذہب کے مقابلہ میں کسی مذہب کو پسند نہیں کیا۔ نہ زمانہ جاہلیت میں بدکاری کا مرتکب ہُوا۔ اور نہ اسلام کے بعد کسی کو قتل کیا پھر تم لوگ کس جرم میں مجھے قتل کرتے ہو

(مسند احمد بن حنبل ج ۱ صفحہ ۶۱)

کئی صحابہ کبار بڑے خلوص اور نیک نیتی سے حضرت عثمانؓ کو مشورہ دیتے رہے کہ وہ استعفےٰ دے کر خلافت کی مسند سے دست بردار ہو جائیں لیکن ان کا یہ کہنا تھا کہ :۔

"مجھے نہ خلافت کی خواہش ہے نہ ضرورت لیکن نبی کریمؐ نے ایک روز مجھے فرمایا تھا کہ اے عثمانؓ اللہ تعالےٰ تجھے ایک قمیص پہنائے گا اور لوگ اُسے اتارنا چاہیں گے تو اسے نہ اتارنا۔ میرے خیال میں وہ یہی خلافت ہے اور میں آنحضرتؐ کے ارشاد کی تعمیل میں ہرگز اس قمیص کو نہیں اتاروں گا۔ چاہے میری جان چلی جائے۔

اس قول میں جو ایمان اور جذبہ مضمر ہے وہ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ آپ اس بات کا اس

سے اندازہ لگائیں کہ رسول مقبولؐ کی تدفین کا انتظام ہو رہا تھا سب صحابہ کبار رضی اللہ عنہم جمع تھے اور حضرت عمرؓ میان سے تلوار نکال کر کہنے لگے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ آپؐ مر گئے ہیں تو میں اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا۔ کیا وہ دیوانے تھے؟ نہیں وہ عاشقان رسولؐ اللہ تھے۔ ایک بات ہمیشہ کے لئے آشکارا ہو گئی۔ انسان کی فطرت میں جہاں نیکی کی صلاحیتیں ہیں وہاں بدی کا دیوتا شیطان بھی ہر وقت موجود رہتا ہے یہی اللہ اور رسولؐ کا عشق ہے جو ایک چنگاری چھوڑ جاتا ہے اور گرتے ہوئے انسانوں کو پھر زندگی بخش دیتا ہے جب تم خیر امت ہو اور تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکیوں کی طرف توجہ دلاتی رہے اور برائیوں سے منع کرتی رہے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ فساد قائم ہے لیکن اسلام کی خیر و برکت سے اس پر کنٹرول رہتا ہے۔

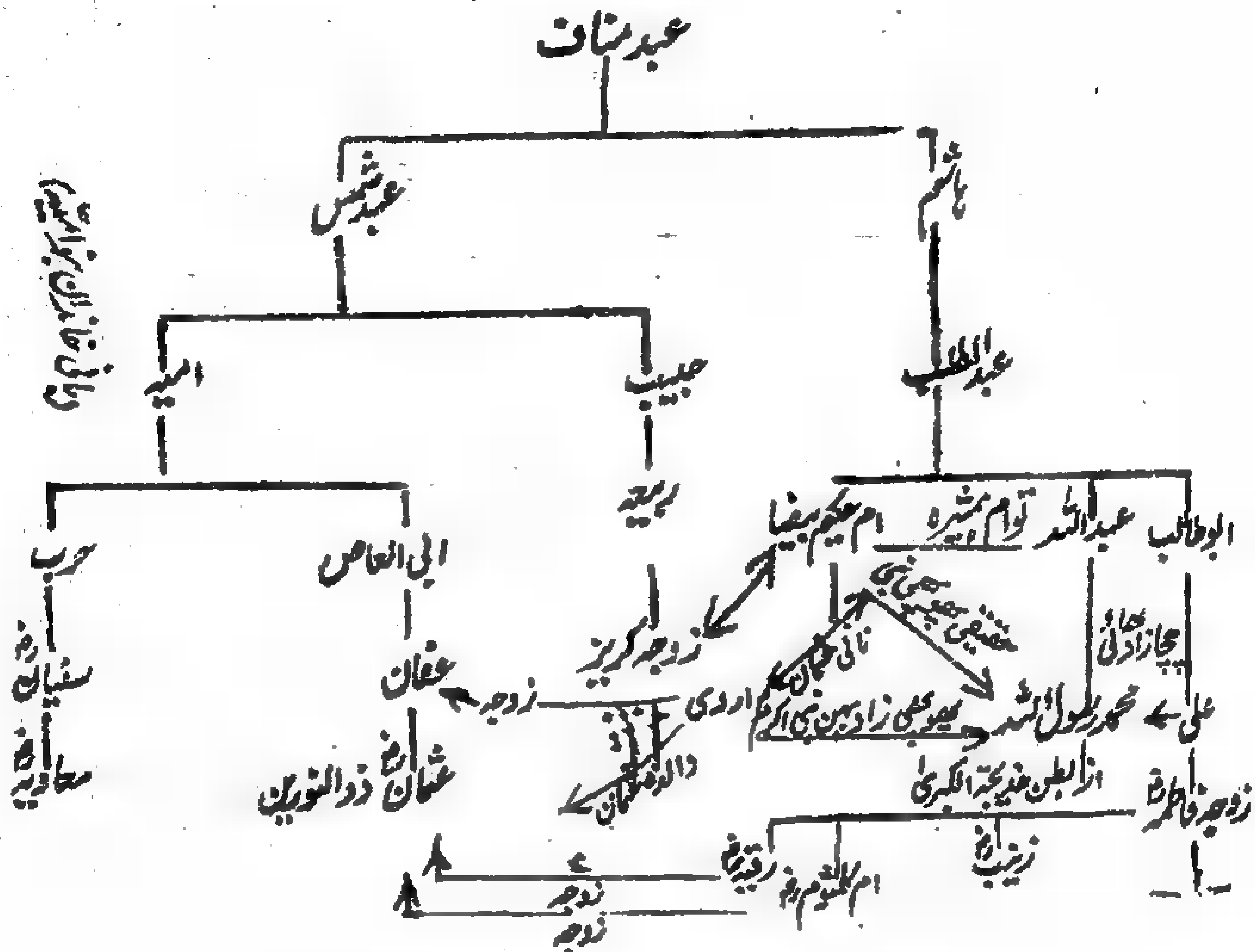
قرآن حکیم میں سورۃ الفتح میں بیعت الرضوان کے سلسلہ میں حضرت عثمان غنیؓ کی طرف صاف اشارات موجود ہیں اب بتائیے کہ ارشادات الٰہی جنہیں صحابہؓ کرام کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اور ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حضرت عثمانؓ کو بار بار جنت کی بشارت دی گئی ہے ان کو نظر انداز کر کے سبائی شر انگیزی اور شاعرانہ تاریخ کو وقعت دینا کس حد تک درست ہے ہماری نظر میں تو ایسا کرنا اپنی عاقبت خراب کرنے کے مترادف ہے۔

خاکسار :۔ محمد نصیر ہمایوں

حضرت عثمانؓ

کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ

شجرۂ نبی کریمؐ



(نوٹ)

(۱) شجرہ سے ظاہر ہے کہ حضرت عثمان غنی رضؓ پانچویں پشت میں رسول کریمؐ کے ساتھ ہم نسب ہیں۔

27768

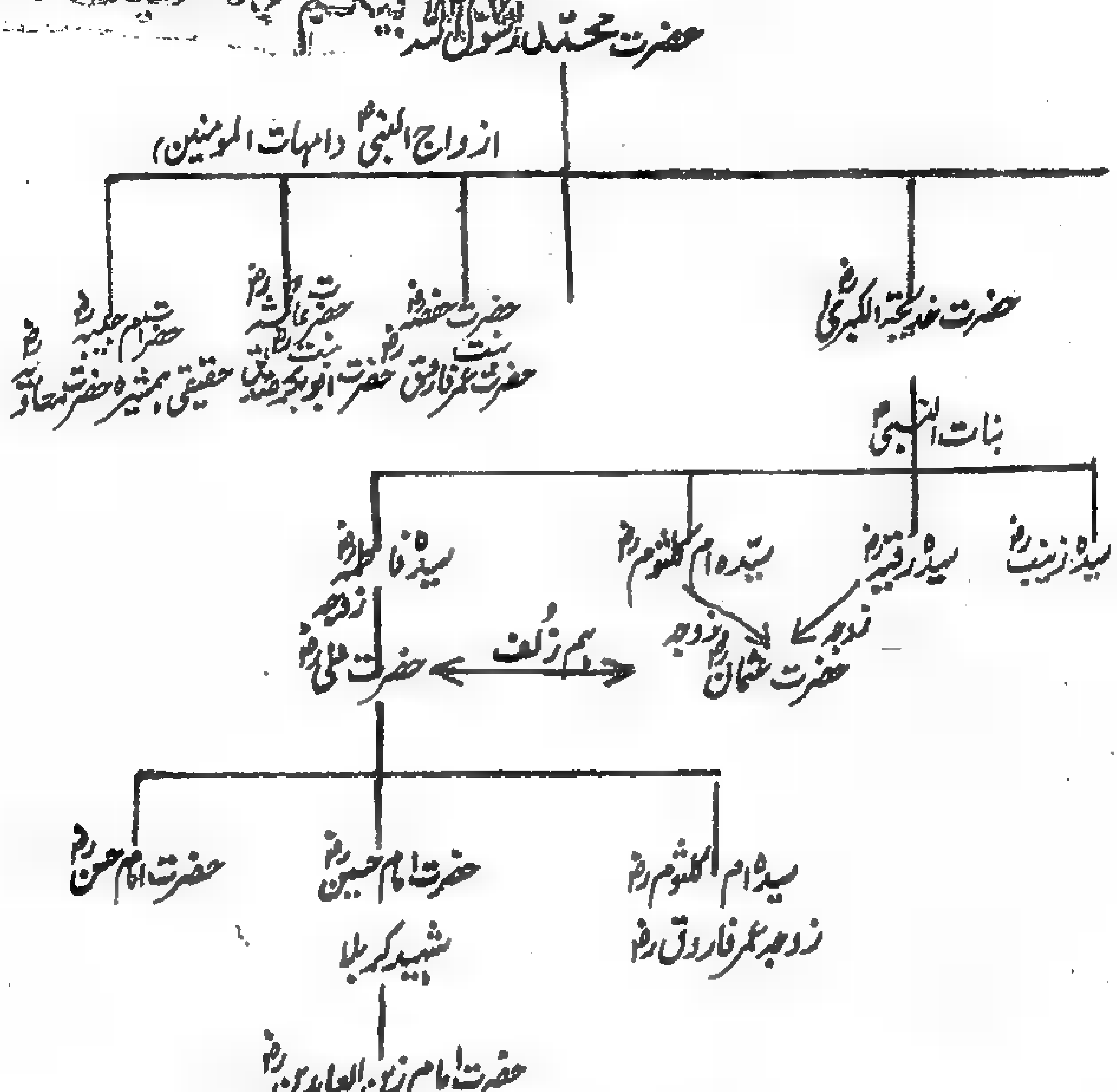
(۲) ایضاً حضرت عثمانؓ کی والدہ اروی آپؐ کی حقیقی پھوپھی زاد بہن ہیں۔

(۳) رسول کریمؐ کے والد صاحب اور حضرت عثمانؓ کی نانی ام حکیم بیضا جوڑے حقیقی بہن بھائی ہیں

(۴) حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ دونوں حضرت خدیجہؓ کے بطن سے ہیں۔ جو یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے عقد میں آئیں۔

(۵) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا خاندان اہل بیت کے شجرہ میں ملاحظہ فرمائیں

شجرۂ اہل بیت نبوی ﷺ



نوٹ:۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّہٰتُہُمْ (قرآن حکیم)

اس سے ظاہر ہے کہ صحابہ کرام کی نسبت امہات المومنین کو نبی کریم ﷺ کی محبت کی وجہ سے ہر طرح فضیلت ہے۔

حضرت علی رض نے وفات پر چار بیویاں اور تقریباً اسی آدمی اولاد میں چھوڑے ان کے لڑکوں میں عباس، جعفر، عبداللہ اور عثمان اور ابوبکر میدان کربلا میں حضرت امام حسین رض کے ساتھ شہید ہوئے ان میں حضرت عباس کی اولاد باقی ہے نیز امام زین العابدین رض کی اولاد جاری ہے اور سادات کہلاتی ہے۔

بناتُ النبیؐ اور ذوالنُّورینؓ

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ	اے نبیؐ آپ اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور
وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ (پ۲۲ احزاب آیت ۵۹)	دوسرے مسلمانوں کی بیویوں سے فرمادیجئے

صحیفہ آسمانی مومنات کو تین حصوں میں تقسیم کر رہا ہے (۱) نبی کی بیویاں (امہات المومنین) (۲) نبی کی بیٹیاں (۳) مومنوں کی عورتیں۔

ارشاد ربانی سے یہ بات بالکل واضح اور عیاں ہے کہ ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین سے زیادہ بیٹیاں تھیں۔ چنانچہ محققین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آپؐ کی چار بیٹیاں تھیں۔ اور یہ سب حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بطن سے تھیں۔ ان میں دو جگر گوشے یکے بعد دیگرے عثمانؓ کے سکینۂ قلب بنا کر نبی مکرمؐ نے ان کو ذوالنورین بنا دیا۔ سیدہ رقیہؓ کا نکاح مکہ ہی میں حضرت عثمانؓ سے ہُوا تھا اور اس وقت گھر گھر یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ

اَحْسَنُ زَوْجَیْنِ رَاٰهُمَا اِنْسَانٌ رُقَیَّةُ وَ	یعنی سب سے اچھا جوڑا جو دیکھا گیا ہے وہ
زَوْجُهَا عُثْمَانُ ۔	رقیہؓ و عثمانؓ ہیں۔

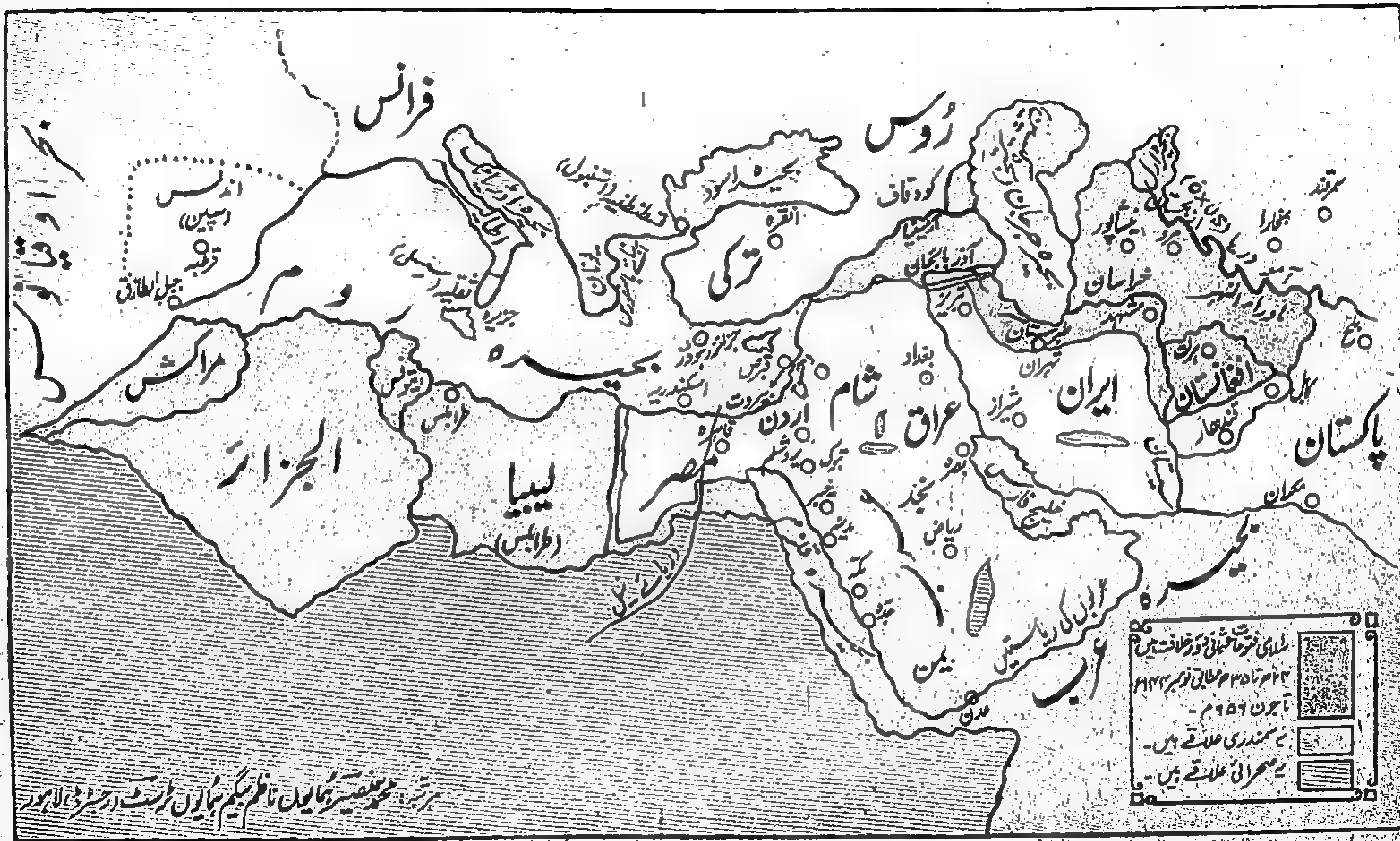
اس نکاح پر سعدیؓ بنت کرز العبشیہ صحابیہ کے یہ اشعار کس خوبی سے ترجمانی کرتے ہیں۔

هَدَی اللّٰهُ عُثْمَانَ الصَّفِیَّ بِقَوْلِهِ ‏ ‏ ‏ ‏ فَاَرْشَدَهٗ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ اِلَی الْحَقِّ

پاکیزہ فطرت عثمانؓ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے پکارا وہ بے شک حق کی طرف ہدایت ہی دیتا ہے

فَبَایَعَ بِالرَّاْیِ السَّدِیْدِ مُحَمَّدًا ‏ ‏ ‏ ‏ وَکَانَ ابْنُ اَرْوٰی لَا یَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ

چنانچہ عثمان نے اپنی درست رائے کے ساتھ محمدؐ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور ابن اروی حق سے باز نہ رہ سکا۔


فرانس
روس
ترکی
بحیرہ اسود
قسطنطنیہ (استنبول)
کوہ قاف
آرمینیا
آذربائیجان
اندلس
(اسپین)
قرطبہ
جبل الطارق
مراکش
الجزائر
لیبیا
(طرابلس)
مصر
اسکندریہ
قبرص
بیروت
اردن
شام
عراق
بغداد
ایران
تہران
شیراز
مشہد
خراسان
بخارا
سمرقند
بلخ
افغانستان
کابل
قندھار
پاکستان
مکران
نجد
ریاض
مکہ
جدہ
یمن
عدن
عرب
اسلامی فتوحات عثمانی دور خلافت میں
۲۴ھ تا ۳۵ھ مطابق نومبر ۶۴۴ء
تا جون ۶۵۶ء -
یہ سمندری علاقے ہیں۔
یہ صحرائی علاقے ہیں۔
مرتبہ: محمد شفیع ہمایوں ناظم بیگم ہمایوں ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور

وَاَنْکَحَہَا الْمَبْعُوْثُ اِحْدٰی بَنَاتِہٖ   فَکَانَ کَبَدْرٍ مَازِجِ الشَّمْسِ فِی الْاُفُقِ

رسولؐ نے اپنی لڑکی کو اُن کی زوجیت کے لئے منتخب فرمایا گویا افق میں بدر کامل آفتاب سے جاملا

فِدَاؤُکَ یَا ابْنَ الْہَاشِمِیْنَ مُہْجَتِیْ   فَاَنْتَ اَمِیْنُ اللّٰہِ اُرْسِلْتَ فِی الْخَلْقِ

اے بنی ہاشم کے فرزند۔ تجھ پر میں اپنی محبت نثار کرتی ہوں تو واقعی اللہ کا امین ہے مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہے۔

نوٹ :۔ جب سیدہ رقیہ کا انتقال ہوا تو انہی دنوں عمر فاروق رضؓ کی بیٹی حفصہؓ بھی بیوہ ہو گئیں عمر فاروق رضؓ نے عثمان غنی سے اپنی لڑکی کا ذکر کیا وہ خاموش رہے عمرؓ نے ان کی خاموشی کو محسوس کیا اور نبی صلعم سے ذکر کیا تو حضورؐ نے فرمایا۔

اَلَا اَدُلُّ عُثْمَانَ عَلٰی مَنْ ھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ   عثمانؓ کو حفصہ سے بہتر زوجہ ملے گی

مِنْہَا وَادُلُّہَا عَلٰی مَنْ ھُوَ خَیْرٌ لَّہَا مِنْ عُثْمَانَ   اور حفصہؓ کو عثمانؓ سے بہتر شوہر ملے گا۔

اس ارشاد کے بعد حفصہؓ کو ام المومنین بننے کا شرف ملا۔ اور عثمانؓ غنی ذوالنورین بننے کی عزت سے سرفراز ہوئے۔ جب ام کلثومؓ نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا تو حضرتؐ نے فرمایا اگر میری کوئی اور بیٹی ہوتی تو وہ بھی عثمانؓ کو دیتا۔

عَنْ عِصْمَۃَ ابْنِ مَالِکٍ قَالَ لَمَّا   حضرت عصمہؓ بن مالک کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ

مَاتَتْ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ   صلعم کی بیٹی (ام کلثوم) جو حضرت عثمانؓ کے عقد میں

تَحْتَ عُثْمَانَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ   تھیں وفات پاگئیں تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا

وَسَلَّمَ زَوِّجُوْا عُثْمَانَ لَوْ کَانَ لِیْ ثَالِثَۃٌ   کہ عثمانؓ کی شادی کا بندوبست کرو اگر میری تیسری

لَزَوَّجْتُهٗ مَا زَوَّجْتُهٗ اِلَّا بِالْوَحْیِ مِنَ اللّٰہِ

(طبرانی)

بیٹی ہوتی تو میں عثمانؓ کے عقد میں دے دیتا اور (اس سے پہلے بھی) جو لڑکیاں میں نے عثمان کے عقد میں دیں وہ وحی الٰہی کے مطابق دیں۔

دامادِ رسولؐ بحکم وحی الٰہی

عَنْ عَلِیٍّ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْاَنَّ لِیْ اَرْبَعِیْنَ اِبْنَۃً لَزَوَّجْتُکَ وَاحِدَۃً بَعْدَ وَاحِدَۃٍ

(رواہ ابن عساکر)

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلعم کو عثمانؓ سے فرماتے سنا اگر میری چالیس لڑکیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے سب کی شادی تیرے ساتھ کر دیتا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض لَقِیَ النَّبِیُّ عُثْمَانَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ یَا عُثْمَانُ ھٰذَا جِبْرِیْلُ اَخْبَرَنِیْ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَمَرَنِیْ اَنْ اُزَوِّجَکَ اُمَّ کَلْثُوْمٍ بِمِثْلِ صِدَاقِ رُقَیَّۃَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ مسجد کے دروازہ کے قریب حضرت عثمانؓ سے ملے تو فرمایا اے عثمانؓ یہ جبریلؑ ہیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں رقیہؓ کے حق مہر پر ام کلثومؓ کی شادی تجھ سے کر دوں۔

اس حدیث کو ابن ماجہ قزوینی اور حافظ ابوبکر اسماعیل وغیرہما نے حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ	حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ	کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا قسم
نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ عِنْدِيْ مِائَةَ بِنْتٍ	ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری
تَمُوْتُ وَاحِدَةٌ بَعْدَ وَاحِدَةٍ	جان ہے اگر میری سو بیٹیاں ہوتیں اور ایک کے بعد
زَوَّجْتُكَ اُخْرٰى حَتّٰى لَا تَبْقٰى مِنَ	ایک مرجاتی تو میں دوسری تیرے نکاح میں دیتا
الْمِائَةِ شَيْئٌ ۔	یہاں تک سو میں سے ایک بھی باقی نہ رہ جاتی

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ) [1]

مہلبؓ بن ابی صفرہ کہتا ہے کہ میں نے صحابہؓ کرام سے سوال کیا کہ :۔

لِمَ قُلْتُمْ فِيْ عُثْمَانَ اَعْلَانَا فَوْقًا؟ قَالُوْا	تم عثمانؓ کے حق میں یہ کس بنا پر کہتے ہو۔ کہ
لِاَنَّهٗ لَمْ يَتَزَوَّجْ رَجُلٌ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ	وہ سب سے اعلیٰ اور بلند ہیں تو صحابہؓ کرام نے
وَالْاٰخِرِيْنَ ابْنَتَيْ نَبِيٍّ غَيْرَهٗ	کہا اس لئے کہ اولین و آخرین میں سے کسی نے بھی
(رواہ ابن عساکر)	نبی کی دو بیٹیوں سے شادی نہیں کی۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ صفحہ ۲۱۲)

بشارت ربّانی

آسمان پر دو نکاح | یاد رہے کہ حضور علیہ السلام کا حضرت زینبؓ سے جو نکاح ہوا تھا وہ آسمانوں پر اللہ نے خود کیا جیسا کہ قرآن مجید میں واضح ارشاد ربانی موجود ہے کہ (ﺯَﻭَّﺟْﻨٰﻜَﻬَﺎ) الخ

[1] نیز نبراس شرح عقائد نسفی میں بھی مذکور ہے

اور حضرت سیدہ ام کلثوم کا نکاح بھی آسمانوں پر خود خدائے قدوس نے حضرت عثمانؓ سے کیا اور اس کی خبر رسول اللہ کو بذریعہ وحی فرمائی ۔ جیسا کہ ابن عساکرؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانؓ کو مسجد کے دروازہ پر ملے اور فرمایا ۔ اے عثمانؓ جبریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ زَوَّجَكَ اُمَّ كُلْثُوْمٍ بِمِثْلِ صِدَاقِ رُقَيَّةَ عَلٰى مِثْلِ مُصَاحِبَهَا
(ابن عساکر)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تیرا نکاح سیدہ ام کلثوم سے کر دیا ہے سیدہ رقیہؓ کے مہر کے برابر مہر پر اسی سے حسن معاشرت کی مثل حسن معاشرت پر

تقریر علیؓ (ماخوذ از نہج البلاغۃ)

حضرت علیؓ نے حضرت عثمان رضؓ کے اس شرف و عزت کو ایام محاصرہ میں خطاب کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا ۔

وَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ مَا اَقُوْلُ لَكَ مَا اَعْرِفُ شَيْئًا تَجْهَلُهٗ وَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى اَمْرٍ لَا تَعْرِفُهٗ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نَعْلَمُ مَا سَبَقْنَاكَ اِلٰى شَيْئٍ فَنُخْبِرُكَ عَنْهُ وَلَا خَلَوْنَا بِشَيْئٍ فَنُبَلِّغَكَ هُوَ وَقَدْ رَاَيْتَ

بخدا میں نہیں جانتا کہ آپ سے کیا کہوں میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا جس کی آپ کو خبر نہ ہو میں کوئی ایسا امر نہیں بتلا سکتا جس سے آپ واقف نہ ہوں جتنا علم ہم کو ہے اتنا آپ کو ہے ہم کو آپ پر کسی شئے میں سبقت نہیں جس کی خبر آپ

نوٹ : حضرت عثمانؓ کو مصر کے نو مسلم قبائل نے شہید کیا تھا ۔ اس قوم باغی نے حضرت علیؓ کو مجبور کیا کہ وہ باغیوں کے مطالبات حضرت عثمانؓ تک پہنچائیں اس وقت حضرت علی المرتضیٰ رضؓ نے یہ تقریر فرمائی

كَمَا رَأَيْنَا وَسَمِعْتَ كَمَا سَمِعْنَا وَصَحِبْتَ رَسُولَ اللّٰهِ كَمَا صَحِبْنَاهُ وَمَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ وَلَا ابْنُ الْخَطَّابِ أَوْلَى بِعَمَلِ الْحَقِّ مِنْكَ وَأَنْتَ أَقْرَبُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشِيجَةَ رَحِمٍ مِنْهُمَا وَقَدْ نِلْتَ مِنْ صِهْرِهِ مَا لَمْ يَنَالَا

(نہج البلاغہ ص ۱۷۸ چاپ دار السلطنت تبریز ۱۲۷۴ھ)

کو دے سکیں۔ ہم نے آپ سے علیحدہ کچھ نہیں سیکھا جس کی اب تبلیغ کر سکیں جو کچھ ہم نے دیکھا وہ آپ نے دیکھا۔ جو ہم نے سُنا وہ آپ نے سُنا۔ آپ رسول اللہ کی صحبت میں رہے جیسے ہم رہے اور ابوبکرؓ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی عمل حق میں آپ سے اولیٰ نہ تھے آپ کو ان دونوں سے بڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد ہونے کی عزت حاصل ہے جو ان دونوں کو نہ تھی۔

نہج البلاغہ مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۸۵ پر محشّی اس مقام پر یہ حاشیہ لکھتا ہے۔

أَمَّا فَضِيلَتُهُ عَلَيْهِمَا فَلِأَنَّهُ تَزَوَّجَ بِنْتَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُقَيَّةَ وَأُمَّ كُلْثُومٍ تُوُفِّيَتِ الْأُولَى فَزَوَّجَهُ النَّبِيُّ بِالثَّانِيَةِ وَلِذَا سُمِّيَ ذَا النُّورَيْنِ۔

(بحوالہ مذکورہ بالا)

حضرت عثمانؓ کو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر اس لیے فضیلت حاصل ہے کہ آپ نے رسول کریمؐ کی دو صاحبزادیوں سیدہ رقیہؓ اور سیدہ ام کلثومؓ سے شادی کی۔ جب پہلی (سیدہ رقیہؓ) فوت ہو گئیں تو نبی کریمؐ نے دوسری سے ان کی شادی فرما دی۔ اس لیے حضرت عثمانؓ کو ذالنورین کہتے ہیں۔

(نوٹ) حضرت عثمانؓ کی نانی صاحبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔

امام جعفر صادقؓ کا قول

اب ذرا حضرت امام جعفر صادق رح کی شہادت بھی ملاحظہ فرمائیں جو اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیا تھا۔

عیاش روایت کردہ است کہ از حضرت جعفر صادق پُرسیدند کہ آیا حضرت رسولؐ دختر خود را بعثمانؓ داد۔ حضرت فرمود بلے۔[1]

(حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۵۶۳)

عیاش روایت کرتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؓ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا حضورؐ نے اپنی صاحبزادی حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دیدی تھی۔ حضرت جعفر صادقؓ نے فرمایا۔ ہاں دی تھی۔"

---

[1] ہجرت حبشہ کے متعلق مصنف کتاب لکھتا ہے کہ

پس یازدہ مرد و چہار زن خفیہ از اہل مکہ گریختند و بجانب حبشہ رواں شدند و از جملہ آنہا عثمانؓ بود و رقیہؓ دختر حضرت رسولؐ کہ زن او بود

ترجمہ: گیارہ مرد اور چار عورتیں اہل مکہ سے بھاگ کر حبشہ کو روانہ ہوئے ان میں حضرت عثمانؓ بھی تھے اور (سیدہ) رقیہؓ دختر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی جوکہ عثمانؓ کی منکوحہ تھیں۔

(حیات القلوب)

مختصر حالات

سیّدنا حضرت عثمان غنی رضؓ

مختصر حالات سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

نام عثمان ۔لقب ذوالنورین ہے۔ سلسلہ نسب پانچویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے جیسا کہ شجرہ سے ظاہر ہے ۔آپ کی والدہ اروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ام حکیم بیضا بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی ہیں ۔یہ ام حکیم بیضاء وہی ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ کے ساتھ توام (جوڑے) پیدا ہوئی تھیں ۔باپ اور ماں دونوں کی طرف سے بہت قریب کی قرابت رسول اللہ ﷺ سے رکھتے ہیں ۔

واقعہ فیل کے تقریباً چھ سال بعد ۵۷۶ء میں پیدا ہوئے اور عمر میں حضرت نبی کریم ﷺ سے چھ سال چھوٹے تھے ۔مکہ ہی میں پرورش پائی ۔اگرچہ وہ دور زمانہ جاہلیت کے لحاظ سے شراب وجواء اور دیگر فواحش ورذائل کا زمانہ تھا ۔مگر آپ ان تمام خرابیوں اور برائیوں سے بالکل پاک صاف اور مبرا اور منزہ تھے جوان ہوئے تو پیشہ تجارت اختیار کیا جو کہ قریش کا خاندانی پیشہ تھا ۔دیکھتے ہی دیکھتے اپنی دیانت وامانت کی وجہ سے انتہائی کامیاب تاجر بن گئے ۔غلہ کا کاروبار تھا

قد درمیانہ ،رنگ سفید بہ زردی مائل تھا ۔سینہ کشادہ تھا ۔داڑھی گھنی تھی ۔سر میں بال کانوں کی لو تک تھے ۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انتہائی حسین وجمیل تھے ۔قریش میں اپنی ذاتی خوبیوں اور بلحاظ

اوصاف حسنہ کی وجہ سے مقبول ترین اور محبوب ترین آدمی تھے۔

حضرت عثمانؓ اپنی ساری قوم میں اس قدر ہر دلعزیز تھے کہ یہ مثل مشہور ہو گئی تھی۔ اُحِبُّكَ وَالرَّحْمٰنِ حُبَّ قُرَيْشٍ عُثْمَانَ یعنی جب کوئی کسی سے اپنی محبت کا اظہار کرتا تو کہتا "میں خدا کی قسم تم سے ایسی محبت رکھتا ہوں جیسی محبت قریش کو عثمانؓ کے ساتھ ہے"

آپؓ قبیلہ قریش میں بہت بڑے نسب دان تھے۔ قریش کی اچھائیوں اور برائیوں اور دیگر مخصوص حالات کی تاریخ پر گہری نظر رکھتے تھے۔ آپ کا علم۔ تجربہ اور دیگر بہت سی خصوصیات کی وجہ قریش سے بڑے بڑے صاحب ثروت لوگ بھی آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

قبولِ اسلام: حضرت عثمانؓ تقریباً ۳۲ برس کے تھے کہ اسلام کا ظہور ہوا اور اپنے گہرے دوست حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی تحریک و تبلیغ سے مسلمان ہوئے یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ آپ دعوتِ صدیقی پر جب نبی کریمؐ کے پاس جانے کو تیار بیٹھے تھے تو اس وقت ہادیٔ اعظمؐ اتفاقاً خود ہی حضرت صدیقؓ کے گھر تشریف لے آئے اور عثمانؓ سے فرمانے لگے۔

"عثمان میں تمہارے سامنے جنت پیش کرتا ہوں۔ چاہو تو اسے قبول کر لو میں یقیناً خدا کا رسول ہوں اور تم لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا ہوں"

حضرت عثمانؓ تو پہلے ہی تیار تھے فوراً آپؐ کی دعوت پر لبیک کہا اور مسلمان ہو گئے۔

جب آپ مسلمان ہوئے تو ان کے چچا حکم بن ابی العاص نے اپنے جوان بھتیجے کو رسیوں

میں باندھ کر لکڑیوں سے خوب مارا پیٹا۔ مگر آپ نے صاف صاف کہہ دیا کہ تم اگر مجھے جان سے بھی مار ڈالو تو میں اب محمدؐ کو نہیں چھوڑ سکتا۔

سیدہ رقیہ بنت رسول اللہؐ سے نکاح | اسلام لانے کے تھوڑے سے عرصہ بعد ہی حضرت نبی کریمؐ نے ان کی پرہیزگاری، تقویٰ اور پاکیزہ عادات کو دیکھ کر اپنی پیاری بیٹی سیدہ رقیہؓ کی شادی آپ سے کر دی۔

ہجرت | سب سے پہلے اللہ کی راہ میں آپ نے اپنی بیوی رقیہ بنت رسولؐ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ اور آپ کی دوسری ہجرت مدینہ کی طرف تھی۔

سیدہ ام کلثومؓ بنت رسولؐ سے نکاح | جب سیدہ رقیہؓ وفات پا گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الٰہی سے اپنی بیٹی سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح آپ سے کر دیا۔ اس لئے آپ کا لقب ذوالنورینؓ ہو گیا۔

مالی خدمات | حضرت عثمانؓ نہایت فیاض تھے۔ جہاد بالمال میں پیش پیش رہتے تھے جس وقت بھی اسلام اور مسلمانوں کو مال کی ضرورت پڑتی۔ حضرت عثمانؓ مال و دولت خرچ کرنے میں کبھی بھی دریغ نہ کرتے۔ ان مالی خدمات پر رسول اللہؐ نے کئی بار ان کو جنت کی بشارت دی۔ مدینہ میں بئیر رومہ (کنواں) کا نصف بارہ ہزار درہم میں پھر باقی نصف اٹھارہ ہزار درہم میں لے کر مسلمانوں کے لئے آبِ شیریں کا چاہ وقف کیا۔ غزوۂ تبوک میں ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے مع ساز و سامان دیئے تھے۔ نقد چندہ ایک ہزار اشرفیاں اس کے علاوہ تھا

جب مسجد نبوی کی توسیع کا معاملہ پیش آیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص اس زمین کو خرید کر میری مسجد میں شامل کر دے اس کو جنت ملے گی۔ حضرت عثمانؓ نے بیس یا پچیس ہزار درہم میں وہ زمین خرید کر مسجد نبوی میں شامل کر دی۔

جود و سخاوت سخاوت تو گویا آپؓ کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی صرف ایک واقعہ بطور مثال لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضرت طلحہؓ آپ کے پچاس ہزار دینار کے مقروض تھے ایک روز حضرت عثمانؓ مسجد میں تشریف لائے تو طلحہؓ نے کہا۔ آپ کا قرض ادا کرنے کے لئے میرے پاس مال فراہم ہو گیا ہے وصول کر لیجئے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا اے ابو محمد۔ یہ مال آپ اپنے پاس ہی رکھیں۔ میں تو آپ کی شرافت و مروت کی وجہ سے آپ کی امداد کرنا چاہتا ہوں۔"

علاوہ ازیں اور بہت سے لوگوں کے قرضے معاف کر دیئے۔

صدقات و خیرات صدقہ دینے اور خیرات کرنے میں آپ تیز آندھی کی مانند تھے ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے اور اپنی شہادت سے قبل اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے تھے۔ آپ کی سخاوت و خیرات کے بے شمار واقعات منقول ہیں صرف ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

ایک دفعہ حضرت صدیقؓ کے زمانہ میں سخت قحط پڑا۔ لوگ بہت پریشان تھے۔ ایک روز صدیقؓ نے فرمایا۔ آج شام تک اللہ تعالیٰ تمہاری پریشانی دور کر دے گا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کے ایک ہزار غلہ کے اونٹ آئے۔ مدینہ کے تاجر حضرت عثمانؓ کے پاس خریداری کے لئے پہنچے۔ آپ نے پوچھا کہ تم لوگ ملک شام کی خرید پر کس قدر منافع دو گے۔ تاجروں

نے کہا۔ جو مال آپ نے دس روپے میں خریدا ہے اس کی قیمت ہم پندرہ روپے دیں گے حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ مجھے اس سے بھی زیادہ مل رہا ہے۔ تاجروں نے کہا وہ زیادہ دینے والا کون ہے۔ مدینہ کے تاجر تو ہمیں لوگ ہیں۔ عثمانؓ نے فرمایا مجھے ایک روپیہ مال کے بدلہ دس روپیہ قیمت مل رہی ہے کیا تم اس سے زیادہ دے سکتے ہو تاجروں نے انکار کر دیا تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو گواہ کرتا ہوں۔

کہ میں نے یہ سب غلہ اللہ کی راہ میں فقرائے مدینہ کو دے دیا۔

کاتبِ وحی ایک مدت تک کتابتِ وحی کی خدمت ان کے سپرد رہی اور یہ وہ خدمت تھی جس کے انجام دینے والوں کی تعریف قرآن شریف میں آتی ہے کتابت وحی کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نجی خطوط بھی لکھنے کا کام آپ کے متعلق تھا وہ قرآن حکیم کے حافظ تھے گہری قرابت اور تعلق کی بنا پر احادیث کا بیش بہا ذخیرہ ان کے ذہن میں تھا۔ لیکن ان کے بیان کرتے وقت سخت احتیاط سے کام لیتے تھے۔

غزوات میں شرکت جب ہجرت کے بعد غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو بدر سے لیکر تبوک تک تمام غزوات میں شریک رہے۔ غزوۂ بدر جب پیش آیا۔ تو حضرت رقیہؓ بنت نبی اکرم بیمار تھیں۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ اے عثمانؓ تم رقیہؓ کی تیمارداری کرو۔ تم کو شرکت بدر کا ثواب ملے گا۔ چنانچہ آپ نہ گئے اور تیمارداری میں مشغول رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بدریوں میں شمار فرمایا۔ اور بدر کے مال غنیمت میں سے ان کو حصہ بھی دیا۔

علم دین | حافظ قرآن ہونے کے علاوہ عبادات اور مناسک حج کے مسائل کے بہت بڑے عالم تھے اس میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ عبداللہؓ بن عمرؓ جیسے فقیہہ دین کا نمبر بھی آپ کے بعد دوسرا تھا۔ ان کے خطبات اور خلافتی فرمانوں سے اسلام کی نورانی شعاعیں ٹپکتی ہیں اپنے علاقائی حاکموں کو وہ پاکیزہ رہنے اور لوگوں کو ایسی تلقین کرنے کی ہدایت کرتے رہتے تھے۔

زہد و عبادت | تمام اعمال صالحہ میں آپ کو منجانب اللہ عظیم الشان توفیق عطا ہوئی تھی نماز تہجد کی یہ عالت تھی کہ رات کو بہت تھوڑی دیر سوتے تھے اور قریب قریب پوری رات نماز میں صرف ہوتی تھی۔ نماز تہجد میں اکثر ...... ختم قرآن کا معمول تھا۔ کئی نوکر چاکر سوئے ہوتے آپ تہجد کے لئے وضو کا انتظام خود کرتے ان میں سے کسی کو نہ اٹھاتے۔ آپ عموماً روزے سے رہا کرتے تھے۔ اتفاق سے ...... جس روز شہید ہوئے اس روز بھی روزہ سے تھے آپ اپنے زمانہ خلافت میں ہر سال حج کرتے مگر آخری سال محصور ہونے کی وجہ سے نہ جا سکے۔

جامع القرآن | قرآن کریم کی قرأت میں مختلف قبائل کے لہجہ زبان کی وجہ بہت سا اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کی قرأت کو غلط سمجھنے لگا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں تمام قرأتوں کو یکسر ختم کر کے صرف مکی قرأت میں (جس میں کہ قرآن مجید نازل ہوا تھا) مصحف صدیقی رضؓ کے مطابق قرآن کی سات نقلیں کرا کر اپنے سات گورنروں کو بھیج دیں اور آج تمام دنیا میں مصحف عثمانؓ کے مطابق ہی قرآن کی قرأت

طباعت اور اشاعت ہو رہی ہے

بشارت جنت حضرت عثمان رضؓ کی اسلامی خدمات پر کئی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت دی۔ چنانچہ آپ ان دس بزرگ و محترم ہستیوں میں شامل ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی۔ وہ عشرہ مبشرہ کے نام سے مشہور ہیں۔

عشرہ مبشرہ اور وہ یہ ہیں (۱) حضرت ابوبکرؓ (۲) حضرت عمرؓ (۳) حضرت عثمانؓ (۴) حضرت علیؓ (۵) حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ (۶) حضرت زبیرؓ (۷) حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف (۸) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص (۹) حضرت سعیدؓ بن زید (۱۰) حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح۔

نیز حضرت عمرؓ نے خلافت کے لئے جن چھ حضرات کا نام منتخب فرمایا تھا وہ بھی عشرہ مبشرہ میں ہی سے تھے اور وہ یہ ہیں۔

(۱) حضرت عثمانؓ (۲) حضرت علیؓ (۳) حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ (۴) حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ (۵) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص (۶) حضرت زبیرؓ بن العوام

اوصافِ حمیدہ

عام طور پہ دولت مند آدمی متکبر و مغرور ذہنیت کا ہوتا ہے مگر حضرت عثمانؓ بلند پایہ مالدار ہونے کے باوجود بھی انتہائی منکسر المزاج نہایت متواضع انسان تھے دشمنوں سے بھی ہمیشہ خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آتے۔ اگر کوئی سختی و گستاخی

بات کرتا تو آپ نرمی اور بردباری اور ملائمت سے گفتگو کرتے اپنی ذات کے لئے انتقام اور بدلہ لینے کا خیال تک بھی ان کے دل میں کبھی پیدا نہ ہوا۔ چنانچہ فسادات کے زمانہ میں کئی صحابہؓ نے آپ کو کہا کہ اب نرمی اور درگزر کا وقت نہیں ہے مگر اس قدر حلیم الطبع واقع ہوئے کہ آپ نے اپنی نرمی کی عادت کو نہ بدلا اور اہل مدینہ کو تلوار نیام سے نکالنے کا حکم نہ دیا کیونکہ آپ مسلمانوں کے قتل کرنے میں بہت سخت احتیاط فرماتے تھے اس لئے آپ نے قتل ہونے اور سخت مصیبتیں جھیلنے پر تو صبر عظیم رکھا مگر دیارِ نبیؐ میں مسلمانوں کے خلاف تلوار چلانے کو پسند نہ فرمایا۔

آپ نے اپنے ذاتی اخراجات کے لئے بیت المال سے کبھی ایک پیسہ تک نہیں لیا۔ جو کچھ خیرات کرتے اپنے ذاتی مال سے کرتے اور صلہ رحمی کے طور پر اپنے رشتہ داروں پر بھی جو زرِ کثیر خرچ کیا وہ سب کا سب اپنے ذاتی مال سے کیا تھا۔ جیسا کہ ان کے اپنے اقوال سے اسی کتاب میں دوسری جگہ بیان کیا جائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے سخت پیرو تھے ہر موقع پر یہی فرماتے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے شرم و حیا ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ نجی محفلوں میں اور جہاں کہیں موقع ملتا وہ ہمہ تن تبلیغ اسلام میں مصروف رہتے۔

خلافت و شہادت: آپ شنبہ ۱ محرم ۲۴ھ کو خلیفہ اور امیر المومنین ہوئے اور ۱۸ ذی الحج جمعہ کے روز ۳۵ھ کو اپنے ہی گھر میں دار الہجرت مدینہ طیبہ کے اندر بھوکے پیاسے

سبائی مفسدین کے ہاتھوں چالیس دن کے محاصرہ کے بعد شہید ہو گئے اس وقت تقریباً ۸۲ یا اس سے کچھ زیادہ سال کی عمر تھی۔ جب ان کی شہادت کی خبر علی مرتضیٰؑ کو مسجد نبویؐ میں پہنچی تو انہوں نے فرمایا۔ تَبّاً لَّکُمْ آخِرَ الدَّھْرِ (اب تم پر ہمیشہ تباہی رہے گی۔ علی مرتضیٰؓ ہی کا ارشاد ہے۔ مَنْ تَبَرَّأَ عَنْ دِیْنِ عُثْمَانَ فَقَدْ تَبَرَّأَ مِنَ الْاِیْمَانِ۔ (جو کوئی عثمانؓ کے کے دین سے بیزار ہے وہ ایمان ہی سے بیزار ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام جن کو قرآن مجید میں عالم علم الکتاب بتلایا گیا ہے فرقہ باغیہ سے فرما دیا تھا کہ اگر تم نے عثمانؓ مظلوم کو شہید کیا تو پھر ہمیشہ کے لئے اسلام میں تلوار چلتی رہے گی۔ اس وقت اس ارشاد کی وقعت نہ کی گئی لیکن بعد میں جتنے بھی ہولناک واقعات اسلام میں ہوئے۔ وہ اس گناہ عظیم کی شامت ہیں کہ خلافت عظمیٰ حرم نبویؐ اور شہر الحرام کی حرمت کو برباد کیا گیا۔ اور اس لئے آئندہ کسی بڑی سے بڑی شئی کی حرمت وعزت بھی بغاوت کرنے والوں کی نظر میں قائم نہ رہی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ——

امیر المومنین عثمانؓ شہید کا قاتل شقی رومان ہے جو اسی قبیلہ مراد کا ہے جس قبیلہ سے ابن ملجم شقی قاتل امیر المومنین علی مرتضیٰؓ تھا۔ جب عثمانؓ شہید پر حملہ کیا گیا تو اس وقت وہ تلاوت قرآن مجید میں مصروف تھے اور اسی طرح مصروف رہے ان کے نیزہ لگایا گیا خون جو جسم سے نکلا وہ قرآن مجید[1] کی اس آیت پر پڑا۔

فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ▪ (البقرہ آیت نمبر ۱۳۷)	پس عنقریب ان کے مقابلہ میں تیرے لئے اللہ کافی ہے اور وہی سننے والا جاننے والا ہے

---

[1] صدر الیوب کے دورہ تاشقند میں اس خون آلودہ قرآن مجید کا عکسی نسخہ پیش کیا گیا ہے

کامیاب خلیفہ | بہ لحاظ خلافت حضرت عثمانؓ بڑے ہی کامیاب خلیفہ تھے۔ بہت سے رفاہ عامہ کے کاموں اور اسلامی فتوحات اور ترقی دائرہ اسلام کا ان کے عہد میں بہت ہی اضافہ ہُوا۔ مثلاً سڑکیں مسافر خانے، عمارتیں اور سرائیں بنوائیں۔ خیبر کی جانب مدینہ سے باہر سیلاب کی روک تھام کے لئے ایک بند بھی بنوایا جواب تک قائم ہے۔

عثمانی رضؓ فتوحات ایک نظر میں[1] | آذربائیجان، اسکندریہ، آرمینیہ وغیرہ کی بغاوتوں کو فرد کر کے دوبارہ اسلامی سلطنت میں شامل کیا۔

○۔ مغرب میں برّاعظم افریقہ کے ممالک

مراکش۔ الجزائر۔ طرابلس وغیرہ

○۔ برّاعظم یورپ کے ممالک = انطاکیہ، طرطوس، اندلس، حصن المراۃ۔ بلادِ روم کی فتح وغیرہ

○۔ مشرق میں برّاعظم ایشیا کے ممالک:۔

جرجان، خراسان، طبرستان، ایران۔ ماوراء النہر، افغانستان، ایشیائے کوچک وغیرہ

○۔ بحری فتوحات:۔ قبرص، کریٹ۔ مالٹا وغیرہ یہ جزائر بحر روم کی فتح ہے۔

سب سے پہلے اسلامی سلطنت میں انہوں ہی نے بحری بیڑہ بنایا جس سے عظیم الشان یہ بحری فتوحات ہوئیں۔

نسل عثمانیؓ | پاک و ہند میں حضرت عثمانؓ شہید کی نسل ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ اور دیگر اسلامی ممالک میں بھی۔

---

[1] فتوحات عثمانی رضؓ کا نقشہ بڑے اہتمام سے تیار کر کے شامل کتاب کیا گیا ہے

حضرت شیخ الہند اسیر مالٹا مولانا محمود الحسن حضرت عثمانؓ ہی کی نسل میں سے ہیں۔

بیعت رضوان کے موقعہ پر ۱۴۰۰ (چودہ سو) صحابیوں میں آپ کی شخصیت غیر معمولی ممتاز نظر آتی ہے۔ اس موضوع پر اس کتاب میں الگ باب باندھا گیا ہے۔

حضرت عثمانؓ کی فضیلت

از روئے

"قرآن حکیم اور حدیث"

و

اکابرِ امت

جنت کی بشارت[1]

حضرت عثمانؓ ان بزرگوں میں سے ہیں جو پہلے ہی دور میں حضرت ابو بکرؓ کی تبلیغ کرنے پر مسلمان ہوئے اور اپنے قبیلہ بنو اُمیّہ میں پہل انہوں نے ہی کی۔ مسلمان ہو کر اپنے چچا حکم بن ابی العاص سے سخت اذیت برداشت کی۔ یہ چچا ان کو اسلام لانے پر رسّیوں سے باندھ کر لکڑیوں سے مارا کرتا تھا لیکن اُن کے ایمان میں ذرا فرق نہ آیا از روئے قرآن حکیم ان کا مرتبہ السَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں شمار ہوتا ہے۔

حضرت عثمانؓ اسلام میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنا سب مال و متاع اسلام کے حوالہ کیا۔ اور سب جائداد و عزیز و اقربا کو چھوڑ کر نبی کریمؐ کے حکم سے حبشہ کو ہجرت کر کے وطن سے سینکڑوں میل دور چلے گئے یہ پہلی ہجرت ہے جس میں گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں اور اس قافلہ میں حضرت عثمانؓ اپنی بیوی حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہؐ کے ساتھ تھے۔

ہجرت عثمانؓ

اِنَّ عُثْمَانَ لَاَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ اِلَى اللّٰهِ بِاَهْلِهٖ بَعْدَ لُوْطٍ

(رواہ الطبرانی)

عثمانؓ ان لوگوں میں سب سے پہلے ہیں۔ جنہوں نے لوط علیہ السلام کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ اللہ کی طرف ہجرت کی (یعنی اپنی بیوی رقیہ بنت رسول اللہؐ کیساتھ اول ہجرت حضرت عثمان غنیؓ کی

---

[1] نبی کریمؐ نے کئی بار آپؓ کو جنت کی بشارت دی مثلاً جنگ تبوک (عسرۃ الجیش) خرید بیر رومہ اور وسعت مسجد نبویؐ وغیرہ کے مواقع پر۔

اب قرآنی وعدہ ملاحظہ ہو:۔

فَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُکَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَلَاُدْخِلَنَّھُمْ جَنّٰتٍ (پ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۹۵)

پھر وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں لڑے اور مارے گئے میں ان کی برائیاں دور کروں گا اور جنت میں داخل کروں گا۔

آگے چل کر پارہ پ۱۱ سورۃ توبہ میں ارشاد فرمایا:۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔ (سورۃ توبہ آیت ۱۰۰)

اور جن ہجرت کرنے والوں اور انصار نے پیش قدمی کی ہے اور جن لوگوں نے ان کے ساتھ اُن کا اتباع کیا ہے ان کو اللہ کی خوشنودی حاصل ہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں اور اُنکو جنت کا وعدہ ہے

حضرت عثمان غنیؓ ان سب گروہوں میں شامل رہے۔ نواب محسن الملک جو ایک شیعہ گھرانے کے فرد تھے ان آیتوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے "آیات بینات" میں لکھتے ہیں کہ ایسی صریح اور واضح آیات کی موجودگی میں کس طرح لوگوں کو جرأت ہوتی ہے۔ کہ ایسے فضیلت مآب بزرگ ہستیوں کے متعلق ہلکے الفاظ استعمال کریں۔

کامل الحیاء والایمان

عَنْ عَائِشَۃَ رضؓ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا
فِي بَيْتِهِ كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ أَوْ سَاقَيْهِ
فَاسْتَأْذَنَ أَبُوْ بَكْرٍ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى
تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ
فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ
اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَوَّى ثِيَابَهُ فَلَمَّا
خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ
فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ ثُمَّ دَخَلَ
عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ
تُبَالِهِ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ
وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا
أَسْتَحِيْ مِنْ رَجُلٍ يَسْتَحِيْ مِنْهُ
الْمَلَائِكَةُ۔

(مسلم)

اپنے گھر میں اپنی رانیں یا پنڈلیاں کھولے
بیٹھے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حاضری
کی اجازت چاہی۔ آپؐ نے ان کو بلا لیا،
اور اسی طرح لیٹے رہے۔ پھر حضرت عمرؓ
نے اجازت چاہی آپؐ نے ان کو بلا لیا اور
وہ اسی طرح لیٹے رہے پھر حضرت عثمانؓ
نے اجازت طلب کی۔ آپؐ اٹھ کر بیٹھ گئے
اور کپڑوں کو درست کر لیا۔ (یعنی رانیں اور
پنڈلیاں ڈھک لیں) پھر جب یہ لوگ
چلے گئے تو حضرت عائشہ رضؓ نے کہا حضرت
ابوبکرؓ آئے تو آپؐ نے جنبش نہ کی اور
اسی طرح لیٹے رہے حضرت عمرؓ آئے
تو آپؐ نے حرکت نہ کی اور پڑے رہے
پھر جب حضرت عثمانؓ آئے تو آپؐ اٹھ
کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست کر لیا
اس کا کیا سبب ہے، آپؐ نے فرمایا کہ میں
اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے
حیا کرتے ہیں۔

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ اِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ	ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا
حَيِيٌّ وَاِنِّي خَشِيْتُ اَنْ	کہ عثمانؓ حیادار آدمی ہے مجھ کو خیال ہوا
اٰذَنْتُ لَہٗ عَلٰی تِلْكَ الْحَالَةِ	کہ ان کو اس حالت میں بلاؤں تو وہ حیاء
اَنْ لَا يَبْلُغَ اِلَيَّ فِيْ حَاجَتِهٖ	شرم سے کہیں واپس نہ چلے جائیں اور جو
(رواہ مسلم)	کچھ ان کو کہنا ہے وہ کہہ نہ سکیں۔
عُثْمَانُ اَحْيَى اُمَّتِيْ وَاَكْرَمُهَا	عثمان رضؓ میری امت میں سب سے زیادہ
(رواہ ابونعیم)	حیادار اور سخی ہیں۔
اِنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ بَعْدَ نَبِيِّهَا	نبیؐ کے بعد سب سے زیادہ اس امت میں
حَيَاءً عُثْمَانُ۔ (رواہ ابونعیمؒ)	حضرت عثمانؓ حیادار ہیں۔
اَصْدَقُ اُمَّتِيْ حَيَاءً عُثْمَانُ	میری امت میں سب سے بڑے صادق الحیأ
	عثمانؓ ہیں۔

رفیق رسولؐ

عُثْمَانُ بْنِ عَفَّانَ وَلِيٌّ فِي الدُّنْيَا وَ	عثمانؓ بن عفان دنیا اور آخرت میں میرے
الْاٰخِرَةِ (رواہ ابویعلی)	دوست ہیں۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولوا العزم مہاجرین میں تشریف رکھتے تھے آپ نے فرمایا کہ ہر شخص اپنی کفو (ہمسر، برابر اور ولی) کی طرف اٹھ چلے۔

نَنْهَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانؓ کی

اِلٰی عُثْمَانَ فَاعْتَنَقَہٗ وَقَالَ اَنْتَ وَلِیٌّ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

طرف تشریف لے گئے ان سے بغلگیر ہوئے اور فرمایا تم دنیا و آخرت میں میرے دوست ہو

عَنْ طَلْحَۃَ ابْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْقٌ وَرَفِیْقِیْ یَعْنِیْ فِی الْجَنَّۃِ عُثْمَانُ (رواہ الترمذی)

حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ ہر نبیؑ کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرا رفیق جنت میں عثمانؓ ہے (رواہ ابن ماجہ عن ابی ہریرہؓ)

ترمذی میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلعم ایک شخص کے جنازہ پر تشریف لائے نماز جنازہ نہ پڑھی جب اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا۔

اِنَّہٗ کَانَ یُبْغِضُ عُثْمَانَ فَاَبْغَضَہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ (البدایۃ والنہایۃ ۷ ص ۲۱۱)

یہ شخص حضرت عثمانؓ سے بغض رکھتا تھا اس لئے اللہ عز و جل بھی اس کو مبغوض رکھتے ہیں۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ جو حضرت عثمانؓ سے کسی قسم کا بھی بغض رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ بھی اس سے بغض رکھتے ہیں۔

حضرت ابوسعیدرضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اول شب سے طلوع فجر تک حضرت عثمانؓ کے لئے ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعا کرتے رہے اور فرماتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ عُثْمَانَ رَضِیْتُ عَنْہُ فَارْضَ

اے اللہ میں عثمانؓ سے راضی ہوں تو بھی

عنہ - (البدایۃ والنہایۃ ج ۷ ص ۲۱۲) عثمانؓ سے راضی رہ -

جَیْشُ الْعُسْرَۃِ[1]

یعنی جنگ تبوک اور جنت کی بشارت

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ خَبَّابٍ قَالَ
شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
هُوَ يَحُثُّ عَلٰى جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ
عُثْمَانُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيَّ
مِائَةُ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ
فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَيَّ مِائَتَا بَعِيْرٍ
بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
ثُمَّ حَضَّ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَيَّ
ثَلٰثُمِائَةِ بَعِيْرٍ بِأَحْلَاسِهَا
وَأَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَنَا
رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ

حضرت عبدالرحمٰن بن خباب کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ جیش عسرہ کی مدد کے لئے لوگوں کو جوش دلا رہے تھے۔ عثمانؓ آپ کے پُرجوش الفاظ سن کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ۱ سو اونٹ مع جھولوں اور کجاووں کے خدا کی راہ میں پیش کرونگا۔ اس کے بعد حضورؐ نے سامان لشکر کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا۔ اور امداد کی رغبت دلائی۔ عثمانؓ پھر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ۲ سو اونٹ مع جملہ سامان کے خدا کی راہ میں نذر کرونگا۔ اس کے بعد آپؐ نے لوگوں کو سامان کی درستی اور فراہمی کی طرف پھر متوجہ کیا اور رغبت دلائی۔ اور عثمانؓ نے

---

[1] عسرہ تنگی کو کہتے ہیں جس زمانہ میں آپ نے یہ لشکر تیار کیا تھا وہ سخت تنگی کا زمانہ تھا اس لئے اس لشکر کا نام جیش العسرہ ہو گیا۔ یہ لشکر جنگ تبوک کے لئے تیار کیا گیا تھا۔

مَا عَلَىٰ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ مَا عَلَىٰ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ

(رواہ الترمذی)

پھر کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ تین سو اونٹ مع جھولوں اور کجاووں کے اللہ کی راہ میں حاضر کروں گا۔ پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ منبر سے اترتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے اب عثمانؓ کو وہ چیز نقصان نہ پہنچائے گی جو اس کے بعد کریں گے اب عثمانؓ کو وہ عمل کوئی نقصان نہ پہنچائے گا جو اس کے بعد کریں گے [1]

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَاءَ عُثْمَانُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَلْفِ دِيْنَارٍ فِيْ كُمِّهٖ حِيْنَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ [2] فَنَثَرَهَا فِيْ حِجْرِهٖ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَلِّبُهَا فِيْ حِجْرِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ - رواہ احمد

حضرت عبدالرحمن بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ عثمانؓ جیش عسرہ کی تیاری کے زمانہ میں ایک ہزار دینار اپنے کرتے کی آستین میں بھر کر لائے اور ان کو رسول اللہ صلعم کی گود میں ڈال دیا میں نے دیکھا کہ حضور ان دیناروں کو اپنی گود میں الٹ پلٹ کر دیکھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ آج کے بعد عثمانؓ اگر کوئی برا عمل کریں گے تو وہ ان کو نقصان نہ پہنچائے گا۔ دو مرتبہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔

ایک مصری کی شکایات اور اُن کا جواب

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب کہتے ہیں

---

[1] یعنی ان کی یہ نیکی آئندہ تمام برائیوں کے لئے کفارہ ہوگی۔

[2] جیش العسرۃ والی جنگ ہی وہی جنگ ہے جس میں خود رسول اللہ جمعیت کے ساتھ قیصر روم کے مقابلہ میں تشریف لے گئے تھے۔

قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ مِصْرَ
يُرِيْدُ حَجَّ الْبَيْتِ فَرَاٰى قَوْمًا جُلُوْسًا
فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَآءِ الْقَوْمُ قَالُوْا
هٰؤُلَآءِ قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ
فِيْهِمْ قَالُوْا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ
قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ عَنْ
شَيْءٍ فَحَدِّثْنِيْ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ عُثْمَانَ
فَرَّ يَوْمَ اُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ
تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ
يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ
اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ
فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ
اَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ اُبَيِّنْ
لَكَ اَمَّا فِرَارُهٗ يَوْمَ اُحُدٍ فَاَشْهَدُ
اَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ[۱] وَاَمَّا تَغَيُّبُهٗ
عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ كَانَتْ تَحْتَهٗ
رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

کہ ایک مصری شخص حج کے ارادہ سے آیا
اس نے ایک جگہ ایک جماعت کو بیٹھے دیکھ
کر پوچھا یہ کون لوگ ہیں لوگوں نے کہا یہ قریش
ہیں اس نے پوچھا ان کا شیخ کون ہے لوگوں
نے کہا عبداللہ بن عمرؓ اس شخص نے عبداللہ بن
عمرؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ ابن عمرؓ میں تم سے
کچھ پوچھنا چاہتا ہوں تم اس کا جواب دو۔
کیا تم کو یہ معلوم ہے کہ عثمانؓ احد کی جنگ میں
بھاگ گئے تھے (یعنی احد کی جنگ میں بھاگ
کھڑے ہوئے تھے) ابن عمرؓ نے کہا۔ ہاں ایسا ہی
ہوا تھا۔ پھر اس شخص نے پوچھا عثمانؓ بدر کے
معرکہ سے غائب تھے اور جنگ بدر میں شریک
نہ ہوئے تھے۔ ابن عمرؓ نے کہا ہاں وہ معرکہ
بدر میں موجود نہ تھے پھر اس شخص نے پوچھا تم
کو معلوم ہے عثمانؓ بیعت رضوان میں بھی شریک
نہ تھے اور اس موقع پر بھی غائب تھے ابن عمرؓ
نے کہا ہاں وہ بیعت رضوان میں بھی شامل نہ

---

[۱] اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ ۝ (سورہ آل عمران پ۴)

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً
فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ
مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ
وَاَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ
فَلَوْ كَانَ اَحَدٌ اَعَزَّ بِبَطْنِ
مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْهُ لَبَعَثَهُ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ رض وَكَانَتْ
بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ
عُثْمَانُ رض اِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ
الْيُمْنٰى هٰذِهٖ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ
بِهَا عَلٰى يَدِهٖ وَقَالَ هٰذِهٖ
لِعُثْمَانَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رض
اِذْهَبْ بِهَا الْاٰنَ مَعَكَ

(رواہ البخاری)

تھے اس شخص نے (ابن عمرؓ سے تینوں باتوں کی تصدیق
سن کر) اللہ اکبر کہا ابن عمرؓ نے اس سے کہا اِدھر
آ میں تجھ سے حقیقت حال بیان کردوں۔ اُحد کے
دن عثمانؓ کا بھاگ جانا اسکے متعلق یہ کہتا ہوں کہ
خداوند تعالیٰ نے ان کے اس قصور کو معاف فرما دیا
اور بدر کے دن عثمانؓ کا غائب ہونا اس کا واقعہ یہ
ہے کہ حضرت رقیہؓ (رسول اللہ صلعم کی صاحبزادی
اور حضرت عثمانؓ کی بیوی) اس زمانہ میں بیمار تھیں
رسول اللہ صلعم نے (عثمانؓ کو ان کی خبرگیری کے لئے
مدینہ میں چھوڑ دیا تھا) اور فرمایا تھا کہ عثمانؓ کو بدر میں
حاضر ہونے والوں میں سے ایک شخص کا ثواب ملے گا
اب رہا بیعت رضوان سے عثمانؓ کا غائب ہونا
اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر مکہ میں عثمانؓ سے زیادہ ہر
دلعزیز و باعزت کوئی شخص ہوتا تو رسول اللہ صلعم
اس کو (بحیثیت سفیر) مکہ روانہ فرماتے لیکن چونکہ
عثمانؓ سے زیادہ باعزت اور ہر دلعزیز مکہ والوں
کی نظر میں کوئی شخص نہ تھا اس لئے رسول خدا صلعم

نے انہیں کو مکہ روانہ کیا تاکہ وہ کفار مکہ سے آپؐ کی جانب سے گفتگو کریں چنانچہ عثمانؓ حضورؐ کے حکم سے مکہ چلے گئے اور ان کی عدم موجودگی میں بیعت رضوان کا واقعہ پیش آیا اور بیعت رضوان کے وقت رسول خدا صلعم نے اپنے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر کہا یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے اور پھر اپنے اس ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمایا اور یہ عثمانؓ کی بیعت ہے اس کے بعد ابن عمرؓ نے کہا تو میرے اس بیان کو لے جا۔ جو ابھی میں نے تیرے سامنے دیا ہے یہ بیان تیرے سوالات کا مکمل اور شافی جواب ہے)

سیدنا علیؓ کا ارشاد

خَیْرُ النَّاسِ فِی هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ عُمَرُ الْفَارُوْقُ ثُمَّ عُثْمَانُ ذُوالنُّوْرَیْنِ ثُمَّ اَنَا۔	حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اس اُمت میں ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ فاروق سب سے افضل ہیں پھر عثمانؓ ذوالنورین پھر میں

(براس ص۲۹۲) ایک روایت میں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔

کَانَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ خَیْرُنَا	حضرت عثمانؓ ہم سب سے افضل تھے۔

حضرت عثمانؓ اکابر اُمت کی نظر میں

ارشادات نبویؐ

(۱) رَفِیْقُ نُبُوَّتٍ فِی الْجَنَّةِ	جنت میں رسول اللہؐ کے رفیق سیدنا عثمانؓ ہیں
(۲) وَلِیُّ النَّبِیِّ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ	نبیؐ کے دنیا و آخرت میں دوست عثمانؓ ہی ہیں

(۳) اَشْبَہُ الرَّسُوْلِ خَلْقًا — شکل و صورت کے لحاظ سے رسول اللہؐ کے بہت ہی مشابہ سیدنا عثمانؓ ہی ہیں۔

(۴) اَحَدُ الْعَشَرَۃِ الْمَشْھُوْدِ لَھُمْ بِالْجَنَّۃِ۔ — وہ دس صحابہؓ جن کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی گئی ان میں سے ایک سیدنا عثمانؓ بھی ہیں

(۵) اَصْدَقُھُمْ حَیَاءً۔ — امتِ محمدیہؐ میں سب سے بڑے صادق الحیاء عثمانؓ ہی ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

(۶) اَوْصَلُھُمْ لِلرَّحِمِ وَاَتْقَاھُمْ لِرَبِّہٖ۔ — امت میں سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور خدائے قدوس سے سب سے زیادہ ڈرنے والے سیدنا عثمانؓ ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

(۷) مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ عَنْہُ رَاضٍ — جب رسول کریمؐ فوت ہوئے تو وہ سیدنا عثمانؓ سے راضی تھے۔

ارشادات حضرت علی مرتضیٰ رضؓ

(۸) یُدْعٰی فِی الْمَلَاءِ الْاَعْلٰی ذَالنُّوْرَیْنِ — سیدنا عثمانؓ کو ملاءِ اعلیٰ[1] میں ذوالنورین کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

(۹) مَنْ تَبَرَّاَ مِنْ دِیْنِ عُثْمَانَ — جس نے عثمانؓ کے دین سے روگردانی کی وہ

---

[1] ملاءِ اعلیٰ سے مراد فرشتوں کا عالم ہے

فَقَدْ تَبَرَّأَ مِنَ الْاِیْمَانِ ۔ وہ ایمان سے خارج ہے۔

حضرت انس رضؓ

(۱۰) رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بیعت الرضوان کے موقعہ پر نبی کریمؐ کے سیدنا عثمانؓ سفیر تھے۔

حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف حضرت عبداللہ بن مسعودؓ و جمیع اصحاب رسولؐ

(۱۱) اَفْضَلُ الصَّحَابَۃِ وَخَیْرُ الصَّحَابَۃِ بَعْدَ الشَّیْخَیْنِ رضؓ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ کے بعد تمام صحابہ رضؓ سے اولیٰ و افضل سیدنا عثمانؓ ہیں

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحؒ

(۱۲) مَحْبُوْبُہٗ وَمَمْدُوْحُ النَّبِیِّ نبی کریمؐ کے محبوب اور ممدوح سیدنا عثمانؓ ہیں

علامہ ابن عبد البر رحؒ

(۱۳) اِمَامُ الْمُھَاجِرِیْنَ اِلٰی اَرْضِ الْحَبْشَۃِ سرزمین حبشہ کیطرف امام المہاجرین سیدنا عثمانؓ ہیں

امام ابن کثیر رحؒ

(۱۴) صَاحِبُ الْھِجْرَتَیْنِ وَزَوْجُ الْاِبْنَتَیْنِ ثَالِثُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ وَاَئِمَّۃِ الْمَھْدِیِّیْنَ ۔ حبشہ اور مدینہ کی طرف دو ہجرتیں کرنے والے اور نبی کریمؐ کی دو صاحبزادیوں کے سرتاج خلفائے راشدین اور ائمہ مہدیین میں تیسرے حضرت عثمانؓ ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحؒ

(۱۵) اَوَّلُ مَنْ ھَاجَرَ اِلَی اللہِ بِاَھْلِہٖ[۱] امت محمدیہ میں سب سے پہلے جس نے

---

[۱] یاد رہے کہ اس ہجرت میں آپ کے ساتھ آپ کی بیوی رقیہ رضؓ بنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ساتھ تھیں۔

مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَوَّلُ مَنْ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰی حَرْفٍ وَاحِدٍ فِی الْقِرَاۃِ

اپنی رفیقہ حیات دیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور وہ جس نے تمام امت مسلمہ کو قرآن عظیم کی ایک قرأت پر جمع کیا وہ ہیں سیدنا عثمان رضؓ ۔

بیلی بی بیگم محمد حنیف لاہوری

بیعتِ رضوان

بیعت رضوان

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا (فتح ۴۸ آیت ۱۸)

یقیناً اللہ مومنوں سے راضی ہوا جب وہ درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے سو اس نے جان لیا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا پس ان پر تسکین نازل کی اور انہیں بدلے میں ایک قریب فتح دی

اس بیعت کو "بیعت رضوان" کہتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرمؐ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ بتایا ہے اور آنحضرت کی ساری زندگی میں یہ پہلا واقعہ ہے جس میں انہوںؐ نے اس طریق سے بیعت لی ہو۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ آنحضرت عمرے کے لئے مکہ شریف کا قصد کر کے چودہ سو صحابہ کے ساتھ تشریف لائے تھے قریش کی مزاحمت کا خیال تھا۔ ایک منزل[1] پر ڈیرے لگا کر انہوں نے پہلے ایک قاصد کو اور پھر حضرت عثمانؓ کو حالات معلوم کرنے کے لئے مکہ روانہ کیا حضرت عثمانؓ روک لئے گئے اور ان کے قتل کی خبر مشہور ہو گئی۔ یہ خبر پاتے ہی انہوں نے ہر قسم کی قربانی کے لئے اپنے چودہ سو صحابیوںؓ سے بیعت لی۔ اور ایسے عزم کا اظہار کیا جس کی بنا پر قریش مکہ نے حضرت عثمانؓ کو آنحضرتؐ کے حوالہ کر دیا۔ آنحضرتؐ کی ساری زندگی میں یہی ایک واقعہ ہے جو کسی صحابی یعنی حضرت عثمانؓ کی بزرگی اور عظمت کو بدرجہ کمال ظاہر کرتا ہے

ان آیتوں پر تبصرہ کرتے ہوئے نواب محسن الملک جو ایک شیعہ گھرانے کے ممتاز فرد تھے اپنی کتاب "آیات بینات" میں لکھتے ہیں۔

---

[1] یہ مقام حدیبیہ کا ہے صلح حدیبیہ بھی اسی مقام کی نسبت سے مشہور ہے۔

ہیں "پس ان آیتوں سے ان سب اصحاب کی جنہوں نے درخت کے نیچے آنحضرتؐ کی بیعت کی بزرگی ثابت ہوتی ہے اور ان کا اخلاص اور ایمان میں کامل ہونا ظاہر ہوتا ہے کوئی لفظ اور کوئی حرف بھی خدا نے ان آیتوں میں ایسا ذکر نہ کیا جس سے ان کی فضیلت سے انکار کی گنجائش نکل سکے" اور یہ سب کچھ حضرت عثمانؓ کی عظمت اور ان سب چودہ سو اصحاب کے آپس کے عشق کو ظاہر کرتا ہے۔

دستِ رسولؐ دستِ عثمانؓ

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَكَّةَ فَبَايَعَ النَّاسَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُثْمَانَ فِيْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ فَضَرَبَ

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلعم نے بیعت رضوان کا حکم دیا اس وقت عثمانؓ حضرت رسول اللہ صلعم کے قاصد کی حیثیت سے مکہ گئے ہوئے تھے لوگوں نے حضورؐ صلعم کے ہاتھ پر موت کی بیعت کر لی (جب سب بیعت کر چکے) تو رسول صلعم نے فرمایا کہ عثمانؓ خدا اور رسولؐ کے کام پر گئے ہوئے ہیں پھر اپنا ایک ہاتھ

احادیث نبویہ میں یہ دعائیہ الفاظ بھی مذکور ہیں

اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ عَنْ عُثْمَانَ هُوَ فِيْ حَاجَتِكَ وَحَاجَةِ رَسُوْلِكَ —

الٰہی! یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے جو تیری اور تیرے رسولؐ کی فرمانبرداری میں مکہ گئے ہوئے ہیں

یہ امر قابل غور ہے کہ نبی علیہ السلام کو قرآن نے یہ درجہ دیا کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى تو یقیناً عثمانؓ کی طرف سے اپنی بیعت قرار دینا امر الٰہی تھا۔

بِاِحْدَاىٰ يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى فَكَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِّنْ اَيْدِيْهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ (رواہ الترمذی)

عثمانؓ کے لئے بہتر تھا ان ہاتھوں سے جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے لئے بیعت کی تھی۔

بیعتِ رضوان پر مولانا شبلیؒ کا تبصرہ

قریش نے ان کو نظر بند کر لیا۔ لیکن عام طور پر یہ خبر مشہور ہو گئی کہ وہ قتل کر ڈالے گئے یہ خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے فرمایا کہ عثمانؓ کے خون کا قصاص لینا فرض ہے یہ کہہ کر آپ نے ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ کر صحابہؓ سے جانثاری کی بیعت لی۔ تمام صحابہؓ نے جن میں زن و مرد دونوں شامل تھے۔ ولولہ انگیز جوش کے ساتھ دست مبارک پر جانثاری کا عہد کیا۔ یہ تاریخ اسلام کا ایک اہم بالشان واقعہ ہے۔

(سیرت النبی حصہ اول صفحہ ۴۱۶)

بیعت رضوان کرنے والوں کے ساتھ اللہ کا وعدہ

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ

(قرآن حکیم)

بے شک جو لوگ تجھ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے بیعت کرتے ہیں۔ وہ خدا ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ

ان کے ہاتھوں پر خدا کا ہاتھ ہے پھر جس

نَكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۔ (قرآن)	نے عہد توڑا اس نے اپنے ہی برے کے لئے توڑا۔
وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ؀ (سورۂ فتح)	اور جس نے اس بات کو پورا کیا جس پر اللہ سے عہد لیا تھا۔ تو وہ اُسے اجر عظیم دے گا۔

انتخابِ خلافت

فتنوں کی پیشگوئیاں

سیدنا حضرت عثمانؓ کے بیانات

اور

شہادت

انتخاب خلافت سیدنا حضرت عثمان رضؓ

جب سیدنا فاروق اعظم رضؓ ایک عیسائی غلام ابولولو کے ہاتھوں شدید مجروح ہو گئے۔ چراغ زندگی گل ہونے کے قریب آ گیا تو لوگوں نے ان کو اپنا جانشین نامزد کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے کافی غور و خوض کے بعد عشرہ مبشرہ میں سے ان چھ حضرات عثمان رضؓ، علی رضؓ۔ سعدؓ بن ابی وقاص رضؓ، زبیر رضؓ بن عوام۔ طلحہ رضؓ بن عبیداللہ اور عبدالرحمنؓ بن عوف کے نام خلافت کے لئے منتخب کئے اور فرمایا میرے مرنے کے بعد تین دن کے اندر اندر امیر کا انتخاب ہو جانا چاہیئے۔ اس عرصہ میں نمازیں صہیب رضؓ پڑھائیں۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضؓ نے وصیت کی کہ میرے بیٹے عبداللہ رضؓ کو ہرگز ہرگز خلافت کا کام نہ سونپا جائے بلکہ ان سے ایک مشیر کے طور پر کام لے لیا جائے

جب شمع فاروقی بجھ گئی اور ان کا جسد مبارک سپرد خاک کر دیا گیا تو حضرت مقداد بن الاسود نے جو کہ داعیٔ مجلس مشاورت تھے۔ شوریٰ کا اجلاس حضرت مخرمہ رضؓ کے گھر طلب کیا۔ ابو طلحہ رضؓ نے ہدایات فاروقی کے مطابق پچاس مسلح سپاہیوں کے ساتھ اجلاس شوریٰ کی نگرانی کرنے کے لئے گھر کے دروازہ پر پہرہ دیا۔

مشاورت نے طول پکڑا۔ کافی بحث و تمحیص ہوئی مگر کوئی حتمی فیصلہ نہ ہوا۔ اس معاملہ میں حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے اپنا نام واپس لے لیا۔ اس کے بعد زبیر رضؓ، طلحہ رضؓ اور سعد رضؓ نے بھی اپنے نام واپس لے لئے

اس کے بعد صرف دو نام رہ گئے۔ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ۔ حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف نے ان سے درخواست کی کہ اب معاملہ ان پر چھوڑ دیا جائے۔ دونوں نے یہ بات مان لی۔ حج کا موسم تھا۔ مدینہ کے علاوہ دوسرے مقامات کے مسلمانوں کا بھی اس وقت بہت زیادہ اجتماع تھا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے ہر مسلمان کی خفیہ رائے معلوم کی ملت اسلامیہ کی اکثریت نے حضرت عثمانؓ کے حق میں فیصلہ دیا

عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ کے لئے خلافت کا اعلان کیا علیؓ نے سب سے پہلے بیعت کی اور پھر تمام مسلمانوں نے بغیر کسی اختلاف و نزاع کے ان کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔

اور یہ بھی بات یاد رکھیے کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کا انتخاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق ہوا۔ بعض احادیث اس کتابچہ میں اسی سلسلہ میں درج کر دی گئی ہیں۔

خلافت کی پیشگوئی

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا عُثْمَانُ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اِنَّہٗ لَعَلَّ اللّٰہَ یُقَمِّصُکَ قَمِیْصًا فَاِنْ اَرَادُوْکَ عَلٰی خَلْعِہٖ فَلَا تَخْلَعْہُ

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز عثمانؓ سے کہا۔ شاید تجھ کو اللہ تعالیٰ ایک قمیص پہنائے گا (یعنی خلعت خلافت عطا فرمائے) پھر اگر لوگ تجھ سے مطالبہ کریں کہ تو اس قمیص کو اتار ڈال تو ان کی خواہش سے

تَسۡخَلَعۡهُ (رواہ الترمذی و ابن ماجہ) اس قمیص کو نہ اتارنا (یعنی خلافت کو ترک کرنا)

شہادت ۔ جب باغی قتل کے درپے ہوئے تو کئی صحابہؓ نے اُن کو استعفےٰ دینے کا مشورہ دیا لیکن انہوں نے اس حدیث کے پیش نظر ایسا کرنے سے انکار کر دیا

جان دیدی لیکن انہوں نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کو سچ ثابت کر دکھایا۔

آغاز فتنہ کی پیشگوئیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی

عَنۡ اَبِیۡ سُھۡلَۃَ قَالَ قَالَ لِیۡ عُثۡمَانُ یَوۡمَ الدَّارِ اِنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَدۡ عَھِدَ اِلَیَّ عَھۡدًا وَ اَنَا صَابِرٌ عَلَیۡہِ۔

(رواہ الترمذی)

ابو سہلہؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے عثمانؓ نے اس روز جس روز کہ ان کو شہید کیا گیا ہے۔ کہا کہ حضورؐ نے مجھ کو ایک وصیت کی تھی (یعنی یہ کہا تھا کہ خلافت کو ترک نہ کرنا) اور میں اس وصیت پہ صبر کرنے والا ہوں یا اس ظلم و ستم پہ صبر کرتا ہوں جو پیش آرہے ہیں۔

عَنۡ ابۡنِ عُمَرَ قَالَ ذَکَرَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فِتۡنَۃً فَقَالَ یُقۡتَلُ ھٰذَا فِیۡھَا مَظۡلُوۡمًا لِعُثۡمَانَ۔

(رواہ الترمذی)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس فتنہ میں یہ شخص ظلم سے قتل کیا جائیگا یہ کہہ کر آپؐ نے حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ فرمایا۔

عَنْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ
تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْ
كُرُ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا فَمَرَّ
رَجُلٌ مُقَنَّعٌ فِيْ ثَوْبٍ فَقَالَ
هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى
فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ
عَفَّانَ قَالَ فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ
فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ

(رواه الترمذي وابن ماجه)

حضرت مرہ بن کعبؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتنوں کا ذکر فرماتے سنا۔ اور
ان کو بہت قریب بتایا آپ یہ فرما رہے تھے کہ
ایک شخص سر پہ کپڑا اوڑھے ادھر سے گزرا آپ نے
اس کو دیکھ کر فرمایا یہ شخص ان ایام میں راہ راست
پر ہوگا۔ مرہ بن کعبؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ کے یہ
الفاظ سنکر میں اٹھا اور اس کی طرف گیا دیکھا تو وہ
عثمانؓ تھے پھر میں نے حضرت عثمانؓ کا منہ حضور صلعم
کی طرف کیا اور پوچھا کیا یہ شخص ان فتنوں میں راہ
راست پر ہوگا آپؐ نے فرمایا ہاں۔

عَنْ أَبِيْ سَهْلَةَ مَوْلٰى
عُثْمَانَ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسِرُّ إِلٰى
عُثْمَانَ وَلَوْنُ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ
فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الدَّارِ
قُلْنَا أَلَا نُقَاتِلُ قَالَ لَا
إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام ابو سہلہؓ
کہتے ہیں کہ (ایک روز) رسول اللہ صلعم حضرت عثمانؓ
سے چپکے چپکے کچھ باتیں کر رہے تھے اور ان باتوں
کو سنکر عثمانؓ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوتا جاتا تھا
پھر جب وہ دن ہوا جبکہ عثمانؓ کو ان کے گھر میں
لوگوں نے گھیر لیا تو ہم نے عثمانؓ سے کہا کہ ہم ان
لوگوں سے لڑیں تو عثمانؓ نے کہا نہیں اسلئے کہ رسول

عَهِدَ إِلَيَّ أَمْرًا فَأَنَا صَابِرٌ نَفْسِي عَلَيْهِ (بیہقی)

اللہ صلعم نے مجھ کو وصیت کی ہے کہ میں اس پر صابر و شاکر رہوں۔

عَنْ أَبِي حَبِيبَةَ أَنَّهُ دَخَلَ الدَّارَ وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ فِيهَا وَأَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَسْتَأْذِنُ عُثْمَانَ فِي الْكَلَامِ فَأَذِنَ لَهُ فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي فِتْنَةً وَاخْتِلَافًا أَوْ قَالَ اخْتِلَافًا وَفِتْنَةً فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنْ لَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوْ مَا تَأْمُرُنَا بِهِ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْأَمِيرِ وَأَصْحَابِهِ وَهُوَ يُشِيرُ إِلَى عُثْمَانَ (رواه البیہقی)

حضرت ابو حبیبہؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمانؓ کے مکان میں داخل ہوا جبکہ لوگوں نے گھر کا محاصرہ کر رکھا تھا اور عثمانؓ محصور تھے۔ میں نے سُنا کہ ابو ہریرہؓ عثمانؓ سے کچھ کہنے کی اجازت مانگ رہے ہیں عثمانؓ نے ان کو اجازت دیدی اور ابو ہریرہؓ نے کھڑے ہو کر اوّل خدا کی حمد و ثنا کی اور پھر کہا میں نے رسول اللہ صلعم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میرے بعد تم فتنوں اور اختلافات باہمی سے دوچار ہو گے (یعنی ان کے ذریعہ تمہاری آزمائش کی جائے گی)، یہ سُنکر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ اس وقت ہم کس کی متابعت کریں یا یہ کہا اس زمانے میں ہم کو آپ کیا کرنے کا حکم دیتے ہیں آپؐ نے فرمایا امیر اور ان کے دوستوں کی اطاعت تم پر لازم ہے امیر کا لفظ فرماتے ہوئے آپؐ نے عثمانؓ کی طرف اشارہ فرمایا۔

ایّام محاصرہ میں سیدنا عثمانؓ کا باغیوں سے ایک مکالمہ

عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيِّ
قَالَ شَهِدْتُ الدَّارَ حِيْنَ
اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ
اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ
هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ
الْمَدِيْنَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ
يُسْتَعْذَبُ غَيْرُ بِئْرِ رُوْمَةَ فَقَالَ
مَنْ يَّشْتَرِيْ بِئْرَ رُوْمَةَ يَجْعَلُ
دَلْوَهٗ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ بِخَيْرٍ لَّهٗ
مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ
مِنْ صُلْبِ مَالِيْ وَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ
اَنْ اَشْرَبَ مِنْهَا حَتّٰى اَشْرَبَ
مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالُوا اللّٰهُمَّ
نَعَمْ فَقَالَ اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ

حضرت ثمامہ بن حذیفہ قشیری رض کہتے ہیں کہ
میں عثمانؓ کے گھر میں اس وقت حاضر ہوا جبکہ
باغیوں نے اس کا محاصرہ کر رکھا تھا حضرت
عثمانؓ گھر کے اندر سے کوٹھے پر آئے اور نیچے
جھانک کر ان لوگوں سے جو ان کو قتل کرنا چاہتے
تھے مخاطب کر کے کہا میں خدا اور اسلام کا واسطہ
دے کر تم سے دریافت کرتا ہوں کہ تم کو یہ بات
تو معلوم ہوگی کہ جب رسول اللہ صلعم ہجرت کر کے
مدینہ میں تشریف لائے ہیں اس وقت مدینہ میں رومہ
کے کنوئیں کے سوا میٹھے پانی کا کوئی کنواں نہ
تھا۔ رسول اللہؐ نے اس وقت فرمایا کون شخص
ہے جو کہ رومہ کے کنوئیں کو خرید سے اور اپنے ڈول
کو مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ کنوئیں میں ڈالے
(یعنی پھر اس کو وقف کر دے) اس ثواب کے
بدلے میں جو خریدنے والے کو جنت میں ملے گا

الْاِسْلَامُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ
الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِاَهْلِهٖ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ يَّشْتَرِيْ بُقْعَةَ
اٰلِ فُلَانٍ فَيَزِيْدُهَا فِي
الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَّهٗ مِنْهَا
فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا
مِنْ صُلْبِ مَالِيْ فَاَنْتُمُ
الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ اَنْ اُصَلِّيَ
فِيْهَا رَكْعَتَيْنِ فَقَالُوا اللّٰهُمَّ
نَعَمْ فَقَالَ اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ
وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ
اَنِّيْ جَهَّزْتُ جَيْشَ
الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِيْ
قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ
اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ
هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ

میں نے اس کنوئیں کو اپنے خالص اور ذاتی مال سے
خرید کیا، اور آج تم مجھ کو اس کنوئیں کا پانی پینے
سے روکتے ہو یہاں تک کہ میں کھاری پانی
پی رہا ہوں۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ ہم جانتے
ہیں اے اللہ ہم اس سے واقف ہیں پھر آپ
نے فرمایا تم کو خدا اور اسلام کا واسطہ دلاکر
پوچھتا ہوں کیا تم کو معلوم ہے کہ جب مدینہ
کی مسجد نمازیوں کی زیادتی کے باعث تنگ
ہوگئی تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کون شخص ہے
جو فلاں شخص کی اولاد کی زمین کو خریدے اور مسجد
میں اس زمین کو شامل کر کے مسجد میں وسعت پیدا
کر دے۔ میں نے اس زمین کو اپنے خالص اور
ذاتی مال سے خرید کیا اور مسجد میں شامل کر دیا،
آج تم مجھ کو اس مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے
سے روکتے ہو۔ لوگوں نے کہا ہاں اے اللہ ہم
اس سے واقف ہیں۔ پھر عثمان رض نے فرمایا میں
تم سے بحق خدا اور اسلام دریافت کرتا ہوں

اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ عَلٰى ثَبِيْرِ
مَكَّةَ وَمَعَهٗ اَبُوْبَكْرٍ
وَعُمَرُ وَاَنَا فَتَحَرَّكَ
الْجَبَلُ حَتّٰى تَسَاقَطَتْ
حِجَارَتُهٗ بِالْحَضِيْضِ
فَرَكَضَهٗ بِرِجْلِهٖ
قَالَ اُسْكُنْ ثَبِيْرُ
فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ
وَصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ
قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ
قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
شَهِدُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ
اِنِّيْ شَهِيْدٌ ثَلٰثًا

(رواہ الترمذی والنسائی والدارقطنی)

کیا تم اس سے واقف ہو کہ میں نے جیش عسرہ
کے سامان کو اپنے مال سے درست کیا لوگوں
نے کہا اے اللہ ہم اس سے واقف ہیں پھر عثمانؓ
نے کہا میں تم کو خدا اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں
اور یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم اس سے آگاہ
ہو کہ رسول اللہ صلعم ایک روز مکہ کی پہاڑی
ثبیر پر کھڑے تھے اور آپ کے ہمراہ ابوبکرؓ
عمرؓ اور میں بھی تھا پہاڑ نے (آپکے وجود
باجود کو اپنے اوپر دیکھ کر خوشی سے) حرکت
کرنا شروع کی یعنی جوش مسرت سے ہلنے لگا)
یہاں تک کہ اس کے پتھر زمین پر گرنے لگے حضور
صلعم نے پہاڑ پر ایک ٹھوکر ماری اور فرمایا
اے ثبیر ٹھہر جا حرکت نہ کر تیرے اوپر ایک نبیؐ
ہے ایک صدیقؓ ہے اور دو شہید ہیں لوگوں نے
کہا اے اللہ یہ صحیح ہے۔ عثمانؓ نے کہا اللہ اکبر
لوگوں نے سچی گواہی دی اور قسم ہے پروردگار کعبہ
کی کہ میں شہید ہوں (تین مرتبہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے)

نوٹ! پہاڑی کے ہلنے اور رسول اللہ صلعم کے ٹھوکر مارنے کا واقعہ بخاری
میں بھی آیا ہے۔

ایامِ محاصرہ میں سیدنا عثمانؓ کا ایک بیان

جب سبائی مفسدین نے اعتراض کیا کہ عثمانؓ اپنے اہلِ خاندان سے محبت کرتا ہے اور عطیات دیتا ہے تو ان کے جواب میں ذوالنورینؓ نے فرمایا۔

فَاَمَّا حُبِّیْ فَاِنَّہٗ لَمْ یَمِلْ	لیکن ان کے ساتھ میری محبت نے
مَعَھُمْ عَلٰی جَوْرٍ۔ بَلْ	مجھے ظلم وجور پر مائل نہیں کیا۔ بلکہ میں
اَحْمِلُ الْحُقُوْقَ عَلَیْھِمْ	ان کے حقوق ادا کرتا ہوں۔ اور میرا اپنے
وَاَمَّا اِعْطَاءُ ھُمْ فَاِنِّیْ	اقارب کو عطیات دینا۔ سو جو کچھ میں نے
مَا اُعْطِیْھِمْ مِنْ مَّالِیْ وَلَا	ان کو دیا اپنے مال سے دیا مسلمانوں کا
اَسْتَحِلُّ اَمْوَالَ الْمُسْلِمِیْنَ لِنَفْسِیْ	مال نہ میں اپنے لئے حلال سمجھتا ہوں
وَلَا لِاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ	اور نہ کسی اور کے لئے۔

(بحوالہ طبری جلد ۳ ص ۳۸۵)

دیگر بیان[1]

وَاَمَّا اِعْطَاءُ ھُمْ فَاِنِّیْ مَا اُعْطِیْھِمْ	اور میرا اپنے اقارب کو عطیات دینا سو
مِنْ مَّالِیْ وَلَا اَسْتَحِلُّ اَمْوَالَ	جو کچھ میں نے ان کو دیا اپنے ہی مال سے
الْمُسْلِمِیْنَ لِنَفْسِیْ وَلَا لِاَحَدٍ مِّنَ	دیا ہے مسلمانوں کا مال نہیں اپنے لئے حلال
النَّاسِ۔	سمجھتا ہوں اور نہ لوگوں میں سے کسی کیلئے
وَلَا یَحِلُّ لِیْ مِنْھَا شَیْءٌ ثُمَّ لِیْ	اس میں سے بھی میرے لئے کوئی چیز جائز

[1] بیت المال میں تصرف کے سلسلہ میں جو واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ وہ مسخ شدہ شکل میں ہیں

(۱) مروان کو طرابلس کے مالِ غنیمت کا کوئی حصہ نہیں دیا گیا بلکہ اس نے پانچ لاکھ میں خریدا تھا۔

(۲) عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو طرابلس کی فتح کے سلسلہ میں خمس کا پانچواں حصہ (باقی بر صفحہ ۷۶)

الْمُسْلِمُوْنَ وَوَضَعَهَا فِيْ	نہیں مسلمان ہی اس کے والی ہیں۔ اور میرے
اَهْلِهَا دُوْنِيْ وَلَا اَلْتَفِتُ	سوا وہ اس مال کو مستحق لوگوں میں صرف
مِنْ مَالِ اللّٰهِ بِفَلْسٍ فَمَا	کرتے ہیں اور میں اللہ کے مال سے ایک
فَوْقَهٗ وَمَا اَبْتَلِعُ مِنْهُ مَا اٰكُلُ	پیسہ بھی نہیں اٹھاتا اور نہ ہی اس سے میں
اِلَّا مَالِيْ	اپنا گزارہ تک لیتا ہوں میں کھاتا بھی اپنے
(طبری جلد ۳ ص ۳۸۵)	مال سے ہی کھاتا ہوں۔

شہادت سیدنا حضرت عثمانؓ

ماخوذ از تاریخ اسلام مؤلفہ شاہ معین الدین احمد (ندوی)

جتنا وقت گزرتا جاتا تھا حاجیوں کی واپسی کا زمانہ قریب آتا جاتا تھا۔ بعض مقامات سے فوجوں کے آنے کی بھی خبر تھی۔ اس لئے باغیوں نے جلد سے جلد حضرت عثمانؓ کی شمع حیات بجھا دینے کا فیصلہ کر لیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق حضرت عثمانؓ کو اپنی شہادت کا پورا الیقین تھا۔ اور صبر و استقامت کے ساتھ ہر وقت اس کے منتظر تھے اس لئے باغیوں کی سرگرمی دیکھ کر آپؓ نے شہادت کی تیاری شروع کر دی۔ جمعہ کے دن سے روزہ رکھا۔ ایک پائجامہ جسے آپ نے پہلے کبھی نہ پہنا تھا۔ زیب تن کیا۔ بیس غلام آزاد کئے۔ اور کلام اللہ کھول کر اس کی تلاوت میں مصروف ہو گئے اس وقت تک قصر خلافت کے پھاٹک

بحسب وعدہ دیا گیا تھا وہ بھی مسلمانوں کے اعتراض کرنے پر واپس کرا دیا گیا

(بحوالہ تاریخ اسلام ۔ شاہ معین الدین احمد ندوی)

پر حضرت امام حسینؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، محمد بن مسلمہؓ اور بہت سے صحابہؓ نادے باغیوں کو رد کیے ہوئے تھے جب انہیں اندر داخل ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو انہوں نے پھاٹک میں آگ لگا دی اور کچھ لوگ قصر خلافت سے متصل دوسرے مکانوں کے ذریعے سے اوپر چڑھ کر اندر داخل ہو گئے حضرت عثمانؓ تلاوت میں مصروف تھے لیکن ہمت نہ پاکر لوٹ آئے اس کے بعد محمد بن ابی بکرؓ نے جو حضرت عثمانؓ کے بڑے دشمنوں میں سے تھے بڑھ کر ریش مبارک پکڑلی اور گستاخانہ کلمات زبان پر لائے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا بھتیجے اس کو چھوڑ دو، تمہارے والد کبھی ایسا نہ کرتے۔ اگر وہ دیکھتے تو ان کو تمہارا یہ فعل کبھی پسند نہ آتا۔ ایک روایت یہ ہے کہ وہ یہ کلمات سنکر محجوب ہو کر لوٹ گئے۔

شہادت ان کے بعد ایک غافقی بڑھ کر حملہ آور ہوا۔ اور کلام پاک کو پاؤں سے ٹھکرایا۔ ایک دوسرے شخص کنانہ بن بشر نے اس زور سے پیشانی پر لوہے کی لاٹ ماری کہ حضرت عثمانؓ تیورا کر پہلو کے بل گر پڑے زبان مبارک سے بِسۡمِ اللّٰہِ تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ نکلا اور خون کا فوارہ کلام اللہ کے اوراق پر جاری ہو گیا اس کے بعد ہی عمرو بن الحمق نے سینہ پر چڑھ کر مسلسل کئی وار کیے آپؓ کی زوجہ محترمہ حضرت نائلہؓ سے نہ دیکھا گیا وہ بلیا بانہ بچانے کے لئے دوڑیں ان کی تین انگلیاں ہتھیلی سے اڑ گئیں اور سودان بن حمران نے لپک کر شہید کر دیا۔ شہادت کے وقت آپ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے۔ فَسَیَکۡفِیۡکَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ۝ (البقرہ)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ۝

خطبات واقوال

سیدنا حضرت عثمان غنیؓ

خطباتِ سیدنا عثمانؓ

بیعت عامہ سے پہلے جب اہل شوریٰ (خلافت بورڈ کے ممبران) نے آپ کی بیعت کی تو آپ نے منبر نبویؐ پر تشریف فرماتے ہوئے خدا کی حمد و ثنا کے بعد اور نبی کریمؐ پر درود و سلام کے بعد ایک دلسوز خطبہ ارشاد فرمایا

إِنَّكُمْ فِي دَارِ قُلْعَةٍ وَفِي بَقِيَّةِ أَعْمَارٍ فَبَادِرُوا آجَالَكُمْ بِخَيْرِ مَا تَقْدِرُونَ عَلَيْهِ فَلَقَدْ أُتِيتُمْ صُبِّحْتُمْ أَوْ مُسِّيتُمْ أَلَا وَإِنَّ الدُّنْيَا طُوِيَتْ عَلَى الْغُرُورِ... فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُورُ وَاعْتَبِرُوا بِمَنْ مَضٰى ثُمَّ جِدُّوا... وَلَا تَغْفُلُوا أَيْنَ أَبْنَاءُ الدُّنْيَا وَإِخْوَانُهَا الَّذِينَ أَثَارُوهَا وَعَمَرُوهَا وَمُتِّعُوا بِهَا طَوِيلًا —

تم دار ناپائیدار اور اپنی عمر کے آخری حصہ میں ہو۔ مقدور بھر اپنی بھلائی اور خیر سے اپنی موت کی طرف لپکو۔ تم دنیا میں آئے، صبح شام کی۔ سن لو کہ بلاشبہ دنیا ایک دھوکا ہے پس دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ ہی دھوکے باز تم کو اللہ سے دھوکے میں ڈالے جو گزر گئے ان سے عبرت پکڑو سعی و کوشش کرو۔ اور غفلت شعار نہ بنو۔ وہ اہل دنیا کہاں ہیں جنہوں نے دنیا کو بویا، جوتا اور آباد کیا اور طویل مدت تک اس سے متمتع ہوئے۔

اَلَمْ تَلْفِظْهُمْ ؟	کیا دنیا نے انہیں پھینک نہیں دیا تم
اِرْمُوْا بِالدُّنْیَا حَیْثُ رَمَی اللّٰہُ بِھَا	دنیا کو پھینک دو جبکہ اللہ نے اسے پھینک دیا ہے
وَاطْلُبُوْا الْاٰخِرَۃَ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ	اور آخرت کو طلب کرو۔ بلاشبہ اللہ نے
ضَرَبَ لَھَا مَثَلًا بِالَّذِیْ ھُوَ خَیْرٌ فَقَالَ	آخرت کی مثال ایک ایسی چیز سے بیان
تَعَالٰی وَاضْرِبْ لَھُمْ مَثَلَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا	فرمائی ہے جو بہتر ہے
کَمَاءٍ۔ ثَوَابًا وَخَیْرٌ اَمَلًا	ثواب اور امید کے اعتبار سے بہترین۔
وَاَقْبَلَ النَّاسُ یُبَایِعُوْنَہٗ	اس خطبہ کے بعد لوگ اٹھے اور آپ کی
طبری ج ۳ ص ۳۰۵ البدایۃ والنہایۃ ج ۷ ص ۱۴۷/۱۴۸	بیعت کر لی۔

امام طبریؒ نے عبداللہ بن عتبہ کی روایت سے حضرت عثمانؓ کا وہ خطبہ نقل کیا ہے۔ جو کہ آپ نے بیعت لینے کے بعد دیا تھا۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ قَدْ حُمِّلْتُ وَقَدْ	حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ میرے نازک کندھوں
قَبِلْتُ اَلَا وَاِنِّیْ مُتَّبِعٌ وَلَسْتُ	پر یہ بارِ گراں ڈال دیا گیا ہے جسے میں نے قبول
بِمُبْتَدِعٍ اَلَا وَاِنَّ لَکُمْ عَلَیَّ بَعْدَ	کر لیا ہے سن لیجئے میں کتاب و سنت کی اتباع
کِتَابِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَسُنَّۃِ نَبِیِّہٖ	کرنے والا ہوں میں اپنی طرف سے بدعت ایجاد
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا اِتِّبَاعُ	کرنے والا نہیں پھر سن لیجئے۔ کتاب اللہ
مَنْ کَانَ قَبْلِیْ فِیْمَا اجْتَمَعْتُمْ عَلَیْہِ	و سنت رسول اللہ کے بعد تمہارے مجھ پر
وَسَنَنْتُمْ وَسَنَّ سُنَّۃَ اَھْلِ الْخَیْرِ	تین حق ہیں۔ ۱۔ حضرات شیخین کی اتباع

فِيْمَا لَيْسَ تُسْئَلُوْنَ عَنْ مَلَاءٍ وَالْكَفَّ عَنْكُمْ اِلَّا فِيْمَا اسْتَوْجَبْتُمْ اَلَا وَاِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ قَدْ شُهِيَتْ اِلَى النَّاسِ وَمَالَ اِلَيْهَا كَثِيْرٌ مِنْهُمْ فَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الدُّنْيَا وَلَا تَثِقُوْا بِهَا فَاِنَّهَا لَيْسَتْ بِثِقَةٍ وَاعْلَمُوْا اَنَّهَا غَيْرُ تَارِكَةٍ اِلَّا مَنْ تَرَكَهَا

(طبری جزء ثالث صفحہ ۴۴۶)

جن اُمور پر اُمّت کا اجماع ہو جائے اور اہل خیر کی سنت پر عمل پیرا ہونا اور (۲) اپنے آپ کو تم سے روکے رکھنا سوائے ان اُمور کے جن کو تم خود واجب کر لو۔ سن لو۔ دنیا بلاشبہ ایک سبز باغ ہے جو لوگوں کے دلوں کو لبھاتی ہے اور اس کی طرف بہت سے لوگ جھک جاتے ہیں اور نہ ہی اسے مضبوط پکڑو یہ مضبوط اور محکم چیز نہیں اور جان لو کہ دنیا کسی کو نہیں چھوڑتی سوائے اس کے جو اسے چھوڑ دے۔

حضرت عثمانؓ کے چند اقوال

(۱) بندگی اس کو کہتے ہیں کہ احکام الٰہی کی حفاظت کرے اور جو عہد کسی سے کرے اس کو پورا کرے اور جو کچھ مل جائے اس پر راضی ہو جائے اور جو نہ ملے اس پر صبر کرے۔

(۲) دنیا کی فکر کرنے سے تاریکی پیدا ہوتی ہے اور آخرت کی فکر کرنے سے روشنی پیدا ہوتی ہے۔

(۳) متقی کی علامت یہ ہے کہ اور سب لوگوں کو تو سمجھے کہ وہ نجات پا جائیں گے

اور اپنے آپ کو سمجھے کہ ہلاک ہو گیا۔

(۴) سب سے زیادہ بربادی یہ ہے کہ کسی کو بڑی عمر ملے اور وہ سفر آخرت کی تیاری نہ کرے۔

(۵) دنیا جس کے لئے قید خانہ ہو قبر اس کے باعث رحمت ہو گی

(۶) اگر تمہارے دل پاک ہو جائیں تو کبھی قرآن شریف کی تلاوت یا سماعت سے سیری نہ ہو

(۷) محاصرہ کے زمانہ میں جب اتمام حجت کے لئے آپ نے بالا خانہ سے سر باہر نکالا تو فرمایا "مجھے قتل نہ کرو بلکہ صلح کی کوشش کرو۔ خدا کی قسم میرے قتل کے بعد پھر تم لوگ کبھی متفقہ قوت کے ساتھ قتال نہ کر سکو گے نہ تو تم اکٹھی باجماعت نماز پڑھ سکو گے۔ اور کافروں سے جہاد موقوف ہو جائیگا اور باہم مختلف ہو جاؤ گے۔

(۸) محاصرہ کے زمانہ میں لوگوں نے پوچھا کہ امیر المومنین آپ تو مسجد جا نہیں سکتے انہیں باغیوں میں سے کوئی شخص امام بنتا ہے ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں تو آپ نے فرمایا کہ :۔

"نماز اچھا کام ہے جب لوگوں کو اچھا کام کرتے ہوئے دیکھو تو ان کے ساتھ شریک ہو جایا کرو وہاں برے کام میں ان کے ساتھ شرکت نہ کرو"

آیاتِ بیّنات اور احادیث
کے مُطابق
صحابہ کرامؓ کی فضیلت

صحابہؓ کبار سے ارشادِ ربّانی

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ	تم سب امتوں سے بہتر ہو جو عالم میں
تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ	بھیجی گئی ہیں اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور
عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ	بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ
(پ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۱۰)	پر ایمان لاتے ہو۔

اس آیت شریفہ میں اللہ جل شانہٗ صحابہؓ کرام سے خود مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے کہ تم بہترین امت سے ہو اور تم کو میں نے اور مخلوق پر ممتاز کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو نیک اعمال کے لئے ہدایت کرو۔ اور بُرے کاموں سے روکو۔ اس آیت سے صحابہؓ کی فضیلت اور بزرگی صاف ظاہر ہے صحابہ کرامؓ میں خلفائے اربعہ السابقون الاوّلون کی حیثیت رکھتے ہیں اور جو لوگ ان کو ہلکے الفاظ میں یاد کرتے ہیں وہ قرآن مجید کے الفاظ پر ایمان نہیں رکھتے اور غلط تاویلیں کر کے نہ ہی صرف اپنے آپ کو دھوکے میں رکھنا چاہتے ہیں بلکہ ملّت کے شیرازہ کو بکھیر کر خوش ہوتے ہیں آنحضرتؐ کے صحابہؓ وہی لوگ تھے جو لاانتہا سخت آزمائشوں کے باوجود صراطِ مستقیم پر ثابت قدمی سے جمے رہے اور اپنے ہر فعل وقول کے وقت اپنے پروردگار کی یاد میں کوئی کوتاہی نہیں کی یہ وہی لوگ تھے جن کو رسولؐ اللہ سے عشق تھا اور ان کے مطابق تن من دھن سب کچھ قربان کرنے کو تیار رہتے تھے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۝ (پ۲۶ سورۃ الفتح آیت ۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سختی سے غالب ہیں۔ آپس میں نرم دل ہیں تو دیکھئے ان کو رکوع میں اور سجدہ میں اللہ کے فضل کو ڈھونڈتے ہیں اور ان کے منہ پر خوشی کا نور ہے۔

یہ آیت کریمہ بھی صحابہؓ کبار کو مخاطب ہو کر ارشاد فرمائی گئی ہے جس سے ان کے ایمان اور دبدبہ اور خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ اسی طرح کئی جگہ قرآن حکیم میں ان کا نام بڑی عزت سے لیا گیا ہے جس سے ان کی فضیلت اور بزرگی کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک جگہ فرمایا ہے کہ ان کی آپس میں محبت اس قسم اور درجہ کی ہے کہ ساری دنیا کی دولت ایسا لگاؤ نہ پیدا کر سکی یہ آپس کا سلوک اور محبت اور یکجہتی ان کے ایمان اور اسلام کی وجہ سے ہے اور یقیناً ان صحابہؓ میں خلفائے اربعہ السابقون الاولون کا درجہ رکھتے ہیں۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط

اور مہاجرین و انصار میں سے وہ لوگ جنہوں نے سب سے پہلے ہجرت کی اور جنہوں نے ان مہاجروں کی مدد کی اور جن مہاجر و انصار نے ان کی حسن کارانہ اتباع میں بعد کو ہجرت ونصرت کی ان پہلے پچھلے مہاجرین و انصار

الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ سب پر اللہ راضی ہو گیا اور وہ اللہ پر راضی
(التوبۃ ۱۱ رکوع ۲) ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغات
تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں
جو کبھی خزاں دیدہ نہیں ہوں گے اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی تو بڑی کامیابی ہے۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا (فے کا مال) ان تنگدست مہاجروں کے
مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا لئے ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے
مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ یَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ گئے تھے وہ اللہ کی رضا کے مطابق حلال
وَ رَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ کمائی کما کر کھاتے ہیں اور اللہ اور رسول صلعم
(الحشر پ ۲۸ آیت ۹) کی مدد کرتے ہیں یہی تو سچے ہیں۔

وَ الَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِیْمَانَ اور (فے کا مال) ان کا حق بھی ہے جو دار
مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ الہجرت (مدینہ) میں مقیم ایمان پر قائم ہیں جو
اِلَیْهِمْ وَ لَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ لوگ ان کی طرف ہجرت کر کے آئے ہیں ان سے
حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوْتُوْا وَ یُؤْثِرُوْنَ محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان مہاجروں کو دیا
عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ جائے اپنے قلوب میں اس کی خواہش نہیں رکھتے
(الحشر پ ۲۸ آیت ۹) اور اپنے ہاں خواہ فاقہ ہی کیوں نہ ہو اپنی جانوں
پر انہیں ترجیح دیتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ
وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ ۝

(الانفال ۸ آیت ۷۴)

اور جو لوگ ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں ہجرت اور قتال کیا اور وہ لوگ بھی جنہوں نے مہاجرین کو جگہ دی اور اُن کی مدد کی وہ حقّے سچے مومن ہیں۔ اور ان کے لئے نفیس رزق ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَ
جٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ

(انفال ۸ آیت ۷۵)

(اے السابقون الاولون) جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد کیا وہ بھی تم میں سے ہیں

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ
وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیُقْتَلُوْنَ (وقف)

(التوبہ ۹ آیت ۱۱۱)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال جنت کے بدلے میں خرید لئے ہیں[1]۔ اور اللہ کی راہ میں قتل کرتے بھی ہیں اور قتل ہو بھی جاتے ہیں۔

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ
عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ
اِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ (النور ۲۴ آیت ۳۷)

یہ وہ لوگ ہیں جن کو کوئی تجارت اور خرید و فروخت اقامِ صلوٰۃ اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی۔

لہ قرآنی نظام میں سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے یعنی مومنوں کا۔ دوسرے لفظوں میں وہ مومنوں کا بیت المال ہے ایسے نظام میں کسی کی کوئی جائز ضرورت رہنے نہیں پاتی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ٥
(البقرۃ ۲ آیت ۲۰۷)

لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو اللہ کی رضاجوئی کے لئے اپنی جان تک کا سودا کر دیتا ہے حقیقت یہ ہے کہ اللہ ایسے بندوں پر مہربان ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ٥ (صف ۲۸ آیت ۴)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو سیسہ پلائی دیوار بن کر راہ خدا میں قتال کرتے ہیں۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ط
(النور ۲۴ آیت ۶۲)

بلاشبہ مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور جب کسی اجتماع کے وقت اللہ اور رسولؐ کے ساتھ ہوتے ہیں تو جب تک اس سے اجازت نہ لیں وہاں سے جاتے نہیں۔

احادیثِ نبویؐ

وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ فِيْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ

حضرت ابو موسی اشعریؓ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ میں نبی صلعم کے ہمراہ تھا۔ مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں آپ

فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ فَاِذَا اَبُوْبَكْرٍ فَبَشَّرْتُهٗ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ فَاِذَا عُمَرُ (رض) فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِيْ اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ فَاِذَا عُثْمَانُ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ (متفق علیہ)

تھے کہ ایک شخص آیا اس نے دروازہ کھلوایا تو نبی صلعم نے فرمایا دروازہ کھول دو اور اس کو جنت کی بشارت سنا دو۔ میں نے دروازہ کھولدیا دیکھا تو ابوبکرؓ تھے میں نے ان کو رسول اللہ صلعم کے ارشاد کے مطابق خوشخبری سنا دی انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر ایک اور شخص آیا اس نے دروازہ کھلوایا تو نبی صلعم نے فرمایا کھولدو، اس کو بھی جنت کی خوشخبری سنا دو۔ چنانچہ میں نے کھولدیا اور دیکھا تو وہ عمرؓ تھے میں نے ان کو بھی رسول اللہؐ کے ارشاد کے مطابق خوشخبری سنا دی انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر ایک اور شخص آیا اس نے دروازہ کھلوایا آپؐ نے فرمایا کہ کھولدو اور اس کو بھی جنت کی خوشخبری سنا دو۔ ایک مصیبت[1] پر جو اُن کو پہنچے گی، وہ عثمانؓ تھے میں نے ان کو بھی نبی صلعم کے ارشاد کے مطابق خوشخبری سنا دی

---

[1] مصیبت کا اشارہ ایام محاصرہ و شہادت عثمانؓ کی طرف ہے

اُنہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر کہا کہ اللہ میری مدد کرے (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِیَ اللَّیْلَۃَ رَجُلٌ صَالِحٌ کَاَنَّ اَبَابَکْرٍ نِیْطَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنِیْطَ عُمَرُ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَنِیْطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ قَالَ جَابِرٌ فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا نَوْطُ بَعْضِہِمْ بِبَعْضٍ فَہُمْ وُلَاۃُ الْاَمْرِ الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰہُ بِہٖ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات کو ایک نیک شخص کو خواب دکھایا گیا کہ گویا ابوبکر رسول اللہ صلعم کے (دامن سے) لٹکائے گئے ہیں اور عمرؓ ابوبکرؓ کے (دامن سے) اور عثمانؓ عمرؓ کے (دامن سے) حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلعم کے پاس سے اٹھے تو ہم نے آپس میں کہا کہ وہ نیک شخص جس کو یہ خواب دکھایا گیا رسول خدا صلعم ہیں اور ایک کا دوسرے سے لٹکنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اسی دین کے حاکم ہونگے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلعم کو مبعوث کیا (ابوداؤد)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنَّا نَقُوْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ ؎

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کی زندگی میں ہم کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ (رضی اللہ عنہم)

؎ یعنی جب ان حضرات کا ہم ذکر کیا کرتے تھے تو اس ترتیب سے کیا کرتے تھے ایک تو اس طرح ترتیب فضیلت دوسرے ترتیب خلافت ظاہر ہوتی ہے

اللہ تعالےٰ ان سب سے راضی ہو (رضی اللہ عنہم) (رواہ الترمذی)

سید محمد مہدی علی خاں نواب محسن الملک "آیات بینات" میں لکھتے ہیں :۔

الغرض ہم شیعہ حضرات سے التماس کرتے ہیں کہ وہ ذرا انصاف فرمائیں کہ ان کے مفسرین اور محدثین صحابہؓ کی نسبت کیا لکھتے ہیں اور ان کے استقلال اور ایمان اور اسلام کو کیسا تسلیم کرتے ہیں اور پھر باایں ہمہ ان سے عداوت رکھتے ہیں اور ایسے لوگوں کو جن کے ایمان اور اسلام پر پیغمبر علیہ السلام کو اطمینان ہو وے اور جن کی لغزش کرنے کا شبہ تک حضرتؐ کے دل میں نہ گزرے اور جو باوجود مصیبتوں اور تکلیفوں کے اطاعت نبویؐ سے سرمو باہر نہ ہوں اور ان کے استقلال اور صبر کی تعریف کرے منافق اور مرتد کہتے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ بعض حضرات کس طرح ایسے سچے مسلمانوں اور پکے ایمان والوں کو منافق کہتے ہیں اور کیونکر ایسی صریح آیات اور سچی روایات سے انکار کرتے ہیں اس لئے کہ جب کوئی شخص ان آیتوں اور حدیثوں اور روایتوں کو دیکھے تو بھلا ممکن ہے کہ وہ صحابہؓ کرام کے فضائل میں شبہ کر سکے۔ یا ان کی نسبت نفاق اور ارتداد کا خطرہ بھی دل میں لا سکے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ خدا نے ان کے حالات بیان کرنے میں فقط کنایے اور اشارے پر قناعت نہ فرمائی بلکہ صاف صاف تصریح کر دی اور ٹھیک ٹھیک پتہ اور نشان ان کا بتلا دیا اور ایسی صریح آیات نازل فرما کر منکرین کے شبہات کو دور کر دیا اگر پیغمبرؐ صاحب کے اوپر ایمان لانے والوں کی خدا اجمالی تعریف کر دیتا تو منکرین

کو تاویل اور شبہے کا موقع مل سکتا تھا مگر جب صاف کہہ دیا کہ میں ان مسلمانوں سے راضی ہوں جنہوں نے پیغمبر علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور جگہ بھی بیعت کرنے کی تبلا دی کہ درخت کے نیچے اور یہ بھی کہہ دیا کہ یہ لوگ پیغمبر کے ہاتھ پر نہیں بلکہ میرے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں تو اب کون ایسا شخص ہے جو ایسے بیعت کرنے والوں کے ایمان اور اخلاق پر شبہ کر سکے ۔

(نوٹ)

اس باب میں صحابہ کرامؓ کی فضیلت کے بارے میں تو صرف چند آیات ہی پر اکتفا کیا گیا ہے۔ ورنہ قرآن مجید میں متعدد آیات ایسی ہیں جن میں صحابہ کرامؓ کو براہ راست مخاطب کر کے تاجِ فضیلت پہنایا گیا ہے اور ان میں سے خلفائے راشدینؓ سرفہرست ہیں۔

عثمانیؓ دورِ خلافت کے
آٹھ جرنیل

عثمانیؓ دورِ خلافت میں اسلامی فتوحات اور مُہمات کے جرنیلوں کا تذکرہ

یہ بات تو اب سب کے سامنے ہے کہ انبیاء علیہ السلام توحید کا پیغام لے کر آتے رہے اور ان کی سخت مخالفت ہوتی رہی ان کو شدید اذیتیں پہنچائی گئیں اور حضرت علیٰ ء کو بزعم خود شہید کر ڈالا گیا۔ رسول مقبول کے ساتھ بھی جو سلوک روا رکھا گیا وہ بھی سب کے سامنے ہے لیکن جس عزم اور ایمان کے ساتھ ان مصیبتوں کا مقابلہ کیا گیا وہ بے مثال ہے ایک فتنہ و فساد کو قابو کر لیا جاتا تو سرحدی اجتماعیتوں کا آغاز ہو جاتا نبی کریمؐ کی وفات کے بعد کئی نئے فتنے کھڑے ہو گئے تو ابوبکر صدیق رضہ جیسے ہاتھوں نے ان کو سنبھالا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے بعد کئی بغاوتیں اور فسادات شروع ہو گئے تو اللہ کے فضل و کرم سے عثمانؓ غنیؓ جیسے بزرگ نے ان کو مٹا دیا... قدرتی طور پر یہ سرحدیں وسیع سے وسیع تر ہوتی گئیں۔

اس باب میں ہم نے ان جرنیلوں کو پیش کیا ہے جو مقامی طور پر یہ کام سرانجام دیتے رہے۔

(۱) حضرت سعید بن العاصؓ (فاتح طبرستان)

بنی امیہ کے خاندان کے ایک فرد تھے ان کے باپ دادا بڑے دبدبہ اور شکوہ والے آدمی تھے۔ ان کے والد عاص بدر کی لڑائی میں حضرت علیؓ کے ہاتھ سے مارے گئے تھے مسلمان ہونے کے بعد انھوں نے حضرت عثمانؓ سے تربیت پائی اور بعد میں حضرت عثمانؓ

نے کتابت کے لئے جو قرآنی بورڈ مقرر کیا تھا اس کا ایک رکن مقرر کیا۔ کیوں کہ وہ قرآنی لب و لہجہ میں نبی کریمؐ سے بالکل مشابہت رکھتے تھے۔

حکومت کے فن میں غیر معمولی ممتاز نظر آتے تھے چنانچہ ۲۹ھ میں حضرت عثمانؓ نے انہیں ولید بن عقبہ رضؓ کی جگہ کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد ایران میں پھر شورشیں برپا ہو چکی تھیں۔ چنانچہ آپ نے ان کو بڑی لیاقت سے فرو کیا اور بعد میں ایران کا ایک حصہ طبرستان (نقشہ ملاحظہ ہو) فتح کیا۔ اس مہم میں حسنؓ، حسینؓ، عبداللہ بن عباسؓ۔ ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ آپ کے زیر قیادت تھے۔ اس کے بعد انہوں نے جرجان اور آذربائیجان کی بغاوتوں کو فرو کیا۔

۳۴ھ میں اہل کوفہ کی شکایت پر حضرت عثمانؓ نے انہیں معزول کر دیا۔ جمل اور صفین کی لرزہ خیز لڑائیوں میں وہ غیر جانبدار رہے اور خانہ نشینی اختیار کر لی اور بعد میں امیر معاویہؓ کے دور حکومت میں وہ مدینہ کے گورنر مقرر ہوئے لیکن کچھ عرصہ بعد امیر معاویہؓ نے ان کو معزول کر کے ان کی جگہ مروان کو مقرر کر دیا

(سیر الصحابہ حصہ ہفتم از شاہ معین الدین احمد ندوی)

(۲) عبداللہ بن عامرؓ (فاتح خراسان اور افغانستان)

یہ جرنیل بھی بنی امیہ میں سے تھے صاحب ثروت اور عرب کے مشہور فیاضوں میں سے تھے حضرت عثمانؓ کے قریبی رشتہ دار تھے

پیدائش کے موقع پر حصول برکت کے لئے وہ نبی کریم کے سامنے پیش کئے گئے تو حضورؐ نے انکے منہ میں لعاب دہن ڈال کر یہ دعا فرمائی کہ "یہ بستی" سیراب کرنیوالا ہو گا۔

۲۹ھ میں حضرت عثمانؓ نے انہیں بصرہ کا عامل بنا کر بھیجا۔ اس وقت عمر ۲۵ سال تھی (نقشہ ملاحظہ ہو) خراساں کا پورا علاقہ ترکستان کا کچھ حصہ نیشاپور۔ ہرات، اصفہان کرمان اور سیستان (سجستان) ان کے زمانہ میں اسلامی سلطنت میں شامل ہوئے۔ ان فتوحات کے شکرانہ کے طور پر حج کرنے تشریف لیگئے اور واپسی پر مال غنیمت کا بڑا حصہ مہاجرین و انصار میں تقسیم کیا۔ اور پھر اپنے دارالحکومت بصرہ چلے گئے امیر معاویہؓ کے وقت بھی تین سال تک بصرہ کے گورنر رہے اور پھر معزول کر دیئے گئے رفاہ عامہ کے کاموں میں بصرہ میں نہر کھدوائی بازار بنوایا، جا بجا کنوئیں کھدوائے اور . . . خاص کر عرفات میں پانی مہیا کرنے کا انتظام کیا۔

(سیر الصحابہ حصہ ہفتم از شاہ معین الدین احمد ندوی)

(۳) حضرت ولید بن عقبہؓ (فاتح آرمینیا)

حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں وہ کوفہ کے گورنر تھے یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ خود نبی کریمؐ کے وقت میں بھی ایک قبیلہ بنو مصطلق کی طرف صدقات کی وصولی کے لئے مامور کئے گئے تھے۔ عہد صدیقی رضؓ اور عہد فاروقی رضؓ میں بھی فوجی مناصب پر متمکن رہے اور خالد بن ولیدؓ کے ماتحت کئی جگہ جہاد میں پورا پورا حصہ لیا

آپؓ کی گورنری کے زمانہ میں آرمینیا اور آذربائیجان اسلامی مملکت میں شامل ہوئے

(۴) اشعث بن قیسؓ (فاتح آذربائیجان)

آذربائیجان میں بغاوت ہوئی تو اس کے فرد کرنے کیلئے حضرت عثمانؓ نے ان کو وہاں بھیجا۔ یہ علاقہ دوبارہ ختم ہوا تو اشعث بن قیس وہاں کے عامل بنائے گئے یہاں انہوں نے

نے کتابت کے لئے جو قرآنی بورڈ مقرر کیا تھا اس کا ایک رکن مقرر کیا۔ کیونکہ وہ قرآنی لب و لہجہ میں نبی کریمؐ سے بالکل مشابہت رکھتے تھے۔

حکومت کے فن میں غیر معمولی ممتاز نظر آتے تھے چنانچہ ۲۹ھ میں حضرت عثمانؓ نے انہیں ولید بن عقبہ رضؓ کی جگہ کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد ایران میں پھر شورشیں برپا ہو چکی تھیں۔ چنانچہ آپ نے ان کو بڑی لیاقت سے فرد کیا اور بعد میں ایران کا ایک حصہ طبرستان (نقشہ ملاحظہ ہو) فتح کیا۔ اس مہم میں حسنؓ، حسینؓ، عبداللہ بن عباسؓ۔ ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ آپ کے زیر قیادت تھے۔ اس کے بعد انہوں نے جرجان اور آذربائیجان کی بغاوتوں کو فرد کیا۔

۳۴ھ میں اہل کوفہ کی شکایت پر حضرت عثمانؓ نے انہیں معزول کر دیا۔ جمل اور صفین کی لرزہ خیز لڑائیوں میں وہ غیر جانبدار رہے اور خانہ نشینی اختیار کر لی اور بعد میں امیر معاویہؓ کے دور حکومت میں وہ مدینہ کے گورنر مقرر ہوئے لیکن کچھ عرصہ بعد امیر معاویہ نے ان کو معزول کر کے ان کی جگہ مروان کو مقرر کر دیا

(سیر الصحابہ حصہ ہفتم از شاہ معین الدین احمد ندوی)

(۴) عبداللہ بن عامرؓ (فاتح خراسان اور افغانستان)

یہ جرنیل بھی بنی امیہ میں سے تھے صاحب ثروت اور عرب کے مشہور فیاضوں میں سے تھے حضرت عثمانؓ کے قریبی رشتہ دار تھے

پیدائش کے موقع پر حصول برکت کے لئے وہ نبی کریمؐ کے سامنے پیش کئے گئے تو حضورؐ نے انکے منہ میں لعاب دہن ڈال کر یہ دعا فرمائی کہ "یہ سقی" سیراب کرنیوالا ہوگا۔

۲۹ھ میں حضرت عثمانؓ نے انہیں بصرہ کا عامل بنا کر بھیجا۔ اس وقت عمر ۲۵ سال تھی (نقشہ ملاحظہ ہو) خراساں کا پورا علاقہ ترکستان کا کچھ حصہ نیشاپور۔ ہرات اصفہان کرمان اور سیستان (سجستان) ان کے زمانہ میں اسلامی سلطنت میں شامل ہوگئے۔ ان فتوحات کے شکرانہ کے طور پر حج کرنے تشریف لیگئے اور واپسی پر مال غنیمت کا بڑا حصہ مہاجرین و انصار میں تقسیم کیا۔ اور پھر اپنے دارالحکومت بصرہ چلے گئے امیر معاویہؓ کے وقت بھی تین سال تک بصرہ کے گورنر رہے اور پھر معزول کر دیئے گئے رفاہ عامہ کے کاموں میں بصرہ میں نہر کھدوائی بازار بنوایا، جابجا کنوئیں کھدوائے اور ۔ ۔ ۔ خاص کر عرفات میں پانی مہیا کرنے کا انتظام کیا۔

(سیر الصحابہ حصہ ہفتم از شاہ معین الدین احمد ندوی)

(۳) حضرت ولید بن عقبہؓ (فاتح آرمینیا)

حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں وہ کوفہ کے گورنر تھے یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ خود نبی کریمؐ کے وقت میں بھی ایک قبیلہ بنو مصطلق کی طرف صدقات کی وصولی کے لئے مامور کئے گئے تھے۔ عہد صدیقیؓ اور عہد فاروقیؓ میں بھی فوجی مناصب پر متمکن رہے اور خالد بن ولیدؓ کے ماتحت کئی جگہ جہاد میں پورا پورا حصہ لیا

آپؓ کی گورنری کے زمانہ میں آرمینیا اور آذربائیجان اسلامی مملکت میں شامل ہوئے

(۴) اشعث بن قیسؓ (فاتح آذربائیجان)

آذربائیجان میں بغاوت ہوئی تو اس کے فرد کرنے کیلئے حضرت عثمانؓ نے ان کو وہاں بھیجا۔ یہ علاقہ دوبارہ ختم ہوا تو اشعث بن قیس وہاں کے عامل بنائے گئے یہاں انہوں

نے بہت سے عرب آباد کرائے اور قرآنی تعلیم کا پکا بندوبست کیا۔ حضرت علیؓ مسند خلافت پر بیٹھے اور دوسرے عثمانی عاملوں کی طرح انہیں بھی معزول کر دیا گیا لیکن بعد میں خود آذربائیجان کے لوگوں کی درخواست پر حضرت علیؓ نے انہیں دوبارہ وہاں کا گورنر مقرر کیا تو معلوم ہوا کہ وہاں اکثر لوگ مسلمان ہو کر قرآن مجید پڑھ چکے تھے

(اسوۂ صحابہؓ حصہ دوم از عبدالسلام ندوی)

(۵) حضرت امیر معاویہؓ (فاتح شام اور جزائر بحیرہ روم)

بنی امیہ کے ایک ممتاز گھرانے سے تعلق رکھتے تھے پانچویں پشت میں نبی کریمؐ کے ساتھ ان کا شجرہ ملتا ہے (شجرہ ملاحظہ ہو) ان کی حقیقی بہن ام حبیبہؓ امہات المومنین میں سے تھیں

فتح مکہ کے دن اپنے باپ ابوسفیان کے ساتھ مشرف با اسلام ہوئے اور نبی کریم نے انہیں مبارک باد دی اور ان کے حکم سے حنین اور طائف کے غزوات میں شریک ہوئے غنیمت کے مال سے انہیں حصہ دیا گیا اور خاندانی وقار کے لحاظ سے کاتب وحی مقرر ہوئے یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ابوسفیان کی سخت اسلام دشمنی کے باوجود انہوں نے بدر اور اُحد کی جنگوں میں شرکت نہیں کی وہ دل سے اسلام کو عزیز جانتے تھے لیکن باپ کے ڈر سے اس کا اظہار نہیں کرتے تھے

اردن کی فتح کے سلسلہ میں حضرت ابوعبیدہؓ سپہ سالار نے عمرو بن العاصؓ کو ساحلی علاقہ کا انچارج مقرر کیا۔ رومیوں کا مقابلہ خوفناک تھا عمرو بن العاصؓ نے امداد طلب کی تو حضرت ابوعبیدہؓ نے جو امدادی دستہ بھیجا اس کی کمان یزیدؓ اور اس کے بھائی معاویہؓ کے

ہاتھ میں تھی۔ اس مہم میں انہوں نے غیر معمولی لیاقت کا ثبوت دیا۔ یہ اسلامی لشکر تمام ساحلی علاقہ پر مسلط ہو گیا۔ اس علاقہ کے گورنر معاویہؓ کے بڑے بھائی یزیدؓ مقرر ہوئے حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں رومیوں نے بعض علاقے واپس لے لئے معاویہؓ اردن، شام اور بیروت و دیگر ساحلی علاقوں کی معرکہ آرائیوں میں بڑے ممتاز نظر آتے ہیں۔ یزیدؓ کے انتقال کے بعد معاویہؓ شام کے گورنر مقرر ہو گئے اور حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں چار سال تک دمشق میں اپنا دارالحکومت قائم رکھا۔

حضرت عثمانؓ کے عہد میں بحری بیڑا تیار ہوا۔ اس کی تحریک بھی معاویہؓ کی طرف سے تھی۔ عمرو بن العاصؓ نے مشکلات بیان کیں تو حضرت عثمانؓ نے بمشکل بڑی پابندیوں کے ساتھ اجازت دی۔

یہ بیڑہ بڑا کامیاب ثابت ہوا۔ جزائر قبرص اور روڈز فتح ہوئے اور بحیرۂ روم کے کئی مقامات پر اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ حضرت عثمانؓ ایک قدم اور بڑھے اور بنفس نفیس ساحل پر پر گھوم پھر کر ایک اڈہ تلاش کیا اور بندرگاہ قائم کی یہ وہی جگہ ہے جہاں آج کل جدہ آباد ہے

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جمعیت اسلام ختم ہو گئی ان کے بیدردی کے ساتھ شہید کئے جانے اور قاتلین کے کھلے بندوں پھرنے کا واقعہ ایسا تھا کہ غیر جانبدار مسلمانوں کے دلوں میں بھی شکوک اور شبہات پیدا ہو گئے اس کے بعد جو مظاہرے اور جنگیں ہوئیں وہ سب کے سامنے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کو امام احمد بن حنبلؒ امام ابو حنیفہؒ شیخ عبدالقادر گیلانی ... پیران پیر اور کئی بزرگوں کی طرف سے ہدایت ہے کہ کسی کو برا بھلا نہ کہیں اور یہ معاملہ خدا کی ذات پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیں اور جو لوگ آج بھی ان بزرگوں کے لئے

ہلکے ہلکے الفاظ استعمال کرتے ہیں وہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی نافرمانی کرتے ہیں ہمارا عقیدہ ہے کہ صرف انبیائؑ ہی معصوم ہوتے ہیں اور ان کے سوا اور کوئی ہستی معصوم نہیں اور یہی عقیدہ ان تمام بزرگوں کے حق میں ہے کیونکہ اس سے عفو کی گنجائش نکلتی ہے اور عفو یعنی درگزر کا مرتبہ نماز روزہ سے کم نہیں ہے

(۶) عمرو بن العاصؓ (فاتح مصر)

بیعت رضوان کے عظیم الشان نتائج میں یہ واقعہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسی موقع پر خالد بن ولیدؓ اور عمرو بن العاصؓ بیک وقت مسلمان ہوگئے اور نبی کریمؐ نے ان کو مبارکباد دی اور بعد میں ان کی دلیری اور بہادری کی وجہ سے اکثر جنگوں میں ان سے بہت کام لیا۔

فتح مکہ کے بعد نبی کریم نے مختلف اطراف میں تبلیغی دستے بھیجے۔ ایک قبیلہ بنو قضاعہ نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اس کو سر کرنے کے لئے نبی کریمؐ نے عمرو بن العاصؓ کو بھیجا۔ مقابلہ سخت تھا۔ کمک مانگی گئی تو نبی کریمؐ نے ایک اور دستہ بھیجا جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ بھی شامل تھے نبی کریمؐ کے حکم سے ان سب بزرگوں نے عمرو بن العاصؓ کی زیر قیادت اور زیر امامت جہاد کیا حالانکہ وہ ان کے مقابل میں ہر لحاظ سے چھوٹے تھے۔ عمرو بن العاصؓ نے اپنے حسن تدبیر سے اس قبیلہ کو مطیع کیا نبی کریمؐ کی وفات کے بعد جب ارتداد اور مدعیان نبوت کے فتنے اٹھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے ان کی بہادری جنگی قابلیت اور دلیری سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور ہر جگہ کامیاب رہے۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں عمرو بن العاصؓ نے مصر پر چڑھائی کی اور اس کو فتح کر لیا۔ اور جب اسکندریہ کو دارالحکومت بنانا چاہا تو حضرت عمرؓ نے اتفاق نہ کیا اس لئے ایک چھوٹے سے شہر فسطاط کو دارالحکومت بنایا حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں بھی ان کی عظمت برقرار رہی اور جب مفسدوں نے اقربا نوازی کے الزامات تراشے تو ان کا یہی جواب تھا کہ وہ میرے دور خلافت سے پہلے ہی اعلیٰ مناصب پر ممتاز چلے آتے ہیں۔

۷۔ عبداللہؓ بن سعد بن ابی سراح (فاتح طرابلس)

یہ بزرگ حضرت عثمانؓ کے رضاعی بھائی تھے اور فتح مکہ سے پیشتر ہی مسلمان ہو گئے تھے۔ نبی کریمؐ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو یہ بھی ان کے ساتھ تھے اور کتابت وحی کا کام بھی ان کے سپرد تھا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ سے مالیات میں کمی کی شکایت حضرت عمرؓ کے وقت سے چلی آتی تھی اور ان کا یہ کہنا تھا کہ انہوں نے ارادتاً مصلحت کے طور پر کچھ ٹیکس کم کر دیئے تھے بعد میں جب حضرت عثمانؓ کا دور خلافت شروع ہوا تو مہمات کے سلسلوں میں عبداللہؓ بن سعد کے ساتھ ان کی ٹکر ہو گئی جس کی بنا پر حضرت عثمانؓ نے عمرو بن العاصؓ کو معزول کر کے ان کی جگہ عبداللہؓ بن سعد کو مقرر کر دیا۔

حضرت عثمانؓ نے عبداللہؓ بن سعد کو مصری افواج کا سالار مقرر کرنے کے بعد افریقہ کو فتح کرنے کا حکم دیا اور اس سلسلہ میں کمک بھی بھیجی گئی یہ مہم اس لحاظ سے بھی اہمیت رکھتی ہے کہ اس کمک میں حسنؓ بن علیؓ، حسین بن علیؓ، عبداللہؓ بن عباسؓ، عبداللہؓ بن عمرؓ۔ عبداللہؓ بن العاص اور ابن جعفرؓ جیسے بزرگ شامل تھے۔ طرابلس پر رومیوں

کا قبضہ تھا اور مقابلہ بڑا سخت تھا، شاہ گریگری نے لاکھوں کی تعداد میں جنگجو جوان جمع کر لئے تھے۔ کافی عرصہ تک جنگ جاری رہی۔ حضرت عثمانؓ نے جب ایک عرصہ تک کوئی اطلاع نہ پائی تو عبداللہ بن زبیرؓ کی قیادت میں ایک اور زبردست دستہ بطور کمک بھیجا۔ عبداللہ بن زبیرؓ کے پہنچتے ہی حالات نے پلٹا کھایا۔ عبداللہ بن زبیرؓ دلیر اور بہادر ہونے کے علاوہ ایک زبردست مدبر شخصیت تھی۔ اس نے اور تدابیر کے علاوہ ایک یہ تدبیر بتائی کہ آدھی فوج جنگ میں مصروف رہے اور آدھی آرام کرے اس طرح ایک موقعہ پر جب طرفین تھک کر چور ہو گئے اور اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے تو عبداللہ بن زبیرؓ اپنی آدھی تازہ دم فوج کو لیکر میدان میں کود پڑا اور اس طرح مسلمانوں کو طرابلس کی فتح نصیب ہو گئی۔ اس ساری کمان کا سپہ سالار چونکہ عبداللہ بن سعد تھا اس لئے یہ فتح ان ہی کی شمار ہوتی ہے

(۸) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ (فاتح شمالی افریقہ)

ان کے والد ماجد زبیرؓ بن العوام نبی کریمؐ کے حواری اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے اور حضرت عمرؓ نے اپنے بعد خلافت کے لئے جن چھ بزرگوں کے نام وصیت کئے تھے ان میں سے ایک یہ تھے ام المومنین حضرت خدیجہؓ آپ کی پھوپھی تھیں۔ نبی کریمؐ کی حقیقی پھوپھی حضرت صفیہؓ آپ کی دادی تھیں اور حضرت ابوبکرؓ آپ کے نانا تھے گویا حضرت عائشہ صدیقہؓ کے آپ حقیقی بھانجے تھے آپ کی والدہ حضرت اسماءؓ کو نبی کریم نے "ذات النطاقین" کا محبت بھرا لقب عطا کیا ہے۔

اتفاق کی بات ہے کہ مہاجرین کے مدینہ پہنچنے پر دیر تک ان کے ہاں کوئی بچہ

پیدا نہ ہوا تو یہودیوں نے طرح طرح کی باتیں شروع کر دی تھیں۔ یہ پہلا بچہ ہے جو مہاجرین میں پیدا ہوا جس سے مسلمانوں کو غیر معمولی مسرت ہوئی۔ نبی کریمؐ نے اس بچہ کو گود میں لے کر کھجور چبا کر اس کے منہ میں ڈال دی یہ مبارک لعاب دہن ہمیشہ ابن زبیرؓ کے لئے باعث برکت اور باعث عظمت رہا۔

ابن زبیرؓ بچپن ہی سے بیباک، بہادر، جرأت مند اور خود اعتمادی کے مالک تھے لیکن ان کے کارناموں کا آغاز حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت سے شروع ہوتا ہے جبکہ انہیں طرابلس کی جنگ میں اپنا جوہر اور تدبر دکھانے کا موقع ملا۔

طرابلس کی جنگ حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت کے مشہور واقعات میں شمار ہوتی ہے اس زمانہ میں افریقہ مندرجہ ذیل شمالی علاقوں کا مجموعہ تھا۔ طرابلس، الجزائر، ٹیونس۔ مراکش وغیرہ وغیرہ۔ اور اس علاقہ کا پایہ تخت طرابلس تھا۔ جہاں کا حکمران بڑا طاقتور اور ایک وسیع سلطنت کا حاکم سمجھا جاتا تھا۔ جنگی مہارت میں بھی اس کی بڑی شہرت تھی۔ اس نے اعلان کر رکھا تھا جو شخص مسلمانوں کے سردار کا سر کاٹ کر لائیگا اس کو ایک لاکھ دینار کے علاوہ وہ اپنی بیٹی بھی شادی میں دے گا۔ اس اعلان کو سنکر عبداللہ بن سعدؓ چھپتے پھرتے تھے۔ جب عبداللہ بن زبیرؓ کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے عبداللہ بن سعدؓ کو یہ مشورہ دیا کہ تم بھی ایسا اعلان کر دو۔ چنانچہ انہوں نے بھی ایسا اعلان کرا دیا۔ جس کا دشمن پر اور اس کی فوجوں پر بڑا اثر پڑا۔ جنگ جاری رہی۔ لیبیائیوں کے مقابلہ میں مسلمان بہت تھوڑے سے تھے اور اپنے وطن سے دور بھی تھے۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے پھر یہ تدبیر سوچی کہ آدھے سپاہی جنگ کریں اور آدھے آرام کریں اس طرح ... طرابلس کی فوجیں جب تھک کر اپنے اپنے خیموں میں چلی گئیں تو عبداللہ بن زبیرؓ نے پھر تازہ دم فوج کو لیکر دشمن پر طوفانی حملہ کر دیا جو

ناگہانی بھی تھا اور شدید بھی۔ اس جنگ میں شاہ گرگری مارا گیا اور مسلمانوں کو مکمل فتح نصیب ہوئی۔ سنہ ۲۹ھ میں مسلمانوں نے تمام شمالی علاقہ یکے بعد دیگرے ختم کر کے اسلامی مملکت کا حصہ بنا دیا۔

اس کے بعد عبداللہ بن زبیرؓ نے طبرستان کی جنگ میں بڑا نمایاں حصہ لیا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مسلمانوں کا تمام شیرازہ بکھر گیا۔ خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ پہلی خانہ جنگی جو کہ "جنگ جمل" کہلاتی ہے۔ ایک طرف حضرت عائشہؓ اور دوسری جانب حضرت علیؓ تھے۔ فسادی کئی طرح کی جھوٹی خبریں ادھر ادھر پھیلا کر ان کو لڑانے میں کامیاب ہو گئے۔ عبداللہ بن زبیرؓ اپنی خالہ حضرت عائشہؓ کے پہلو بہ پہلو ڈٹ کر لڑتے رہے یہ جنگ ختم ہوئی تو امیر معاویہؓ نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا حضرت علیؓ کی ان سے جنگ شروع ہو گئی جو "جنگ صفین" کہلاتی ہے اس موقعہ پر عبداللہ بن زبیرؓ غیر جانبدار رہے۔

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد ان کے ... فرزند ارجمند حضرت حسنؓ مسند خلافت پر بیٹھے لیکن مفاہمت کی بنا پر وہ امیر معاویہؓ کے حق میں دست بردار ہو گئے جب امیر معاویہؓ نے اپنی زندگی میں اپنے بڑے لڑکے یزید کے لئے جانشین کی حیثیت سے لوگوں سے وعدہ چاہا تو عبداللہ بن زبیرؓ نے سخت مخالفت کی اور حضرت حسینؓ کی شہادت تک اطمینان کے ساتھ حرم کی پناہ میں بیٹھے رہے

حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد یزید بن معاویہؓ گدی پر بیٹھا اور اس کی وفات پر معاویہ بن یزید تخت نشین ہوا لیکن یہ شخص نرم دل اور دیندار تھا وہ جلدی ہی لوگوں کو اکٹھا

کر کے اپنے اعلان کے ساتھ کنارہ کش ہو گیا۔ معاویہ کی دستبرداری سے خلافت کا میدان خالی ہو گیا۔ اہل حجاز نے باتفاق رائے عبداللہ بن زبیرؓ کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔ وہ زہد اور تقویٰ کے ساتھ ساتھ غیر معمولی بہادر اور جنگی مہارت رکھتے تھے اور ہر جگہ ان کی شرافت اور لیاقت کا چرچا تھا، شامیوں نے بھی ان کو اپنا خلیفہ بنانا چاہا لیکن انہوں نے اپنے منتقمانہ جذبات کے ساتھ ان کی پیشکش کو ٹھکرا دیا اور اس کے علاوہ مدینہ منورہ سے تمام بنی اُمیہ کے افراد کو نکال دیا۔ یہی بات ان کے زوال کا باعث بنی۔ شامیوں نے مروان کے ماتحت اپنے آپ کو دوبارہ منظم کیا۔ عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ جنگ کی اور وہ کئی مہینوں کے محاصرہ کے بعد حرم شریف میں شہید ہو گئے۔ شہید ہونے سے پہلے مشورہ کے لئے وہ اپنی والدہ اسماءؓ کے پاس گئے تھے ان کے یہ الفاظ یاد رکھنے کے قابل ہیں :-

"جب تم سمجھتے ہو کہ تم حق پر ہو اور اسی جانب لوگوں کو بلا رہے ہو۔ اور اسی پر تمہارے ساتھی مارے گئے ہیں۔ تو جاؤ اور اپنی گردنوں کو بنو امیہ کا کھلونا بننے کے لئے ان کے حوالے مت کرو۔ اگر تم نے یہ لڑائی صرف دنیا پیدا کرنے کے لئے کی تھی تو تم بلاشبہ بُرے آدمی ہو۔"

حضرت عثمانؓ کا ایک آزاد کردہ غلام حجاج بن یوسف کے ساتھ اس معرکہ میں شریک تھا۔ عبداللہ بن زبیرؓ کی لاش دیکھ کر کہنے لگا :- "عورتیں ان سے بڑھ کر جوانمرد پیدا نہ کر سکیں۔ حجاج نے کہا کہ تم امیر المومنین کے دشمن کی تعریف کرتے ہو۔ کہا ہاں۔ یہی بات ہماری معذرت کی دلیل ہو گی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہمارے لئے عذر کی کوئی گنجائش نہ تھی کیونکہ ہم نے ان کا سات ماہ سے محاصرہ کر رکھا تھا۔ حالانکہ ان کے پاس نہ فوج تھی نہ قلعہ اور نہ مددگار پھر بھی وہ ہم سے مقابلہ کرتے رہے بلکہ سبقت لے جاتے تھے۔"

(شہادت کے وقت ان کی عمر ۷۳ سال تھی)

حضرت نائلہؓ زوجہ عثمانؓ کی تقریر

{سیدنا عثمان رضؓ کی شہادت کے بعد آپ کی بیوی حضرت نائلہ نے جو تقریر کی وہ افادہ عام کے لئے شامل کتاب کی جا رہی ہے۔}

خُطبۃ زوجۃ نائلۃ بنت الفرافصۃ

قَالَتْ بَعْدَ اَنْ حَمِدَتِ اللّٰہَ وَاَثْنَتْ عَلَیْہِ عُثْمَانُ ذُوالنُّوْرَیْنِ قُتِلَ مَظْلُوْمًا بَیْنَکُمْ بَعْدَ الْاِعْتِذَارِ وَاِنْ اَعْطَاکُمُ الْعُتْبٰی۔

حضرت نائلہؓ زوجہ عثمان رضؓ نے خدا کی حمد وثنا کے بعد حسب ذیل تقریر کی۔ ذوالنورین حضرت عثمانؓ تمہارے سامنے مظلومانہ حالت میں قتل ہوئے ان کا قتل معذرت خواہی اور عوام کی مرضی واعتماد حاصل کر لینے کے باوجود ہوا۔

مَعَاشِرَ الْمُؤْمِنَۃِ وَاَھْلَ الْمِلَّۃِ

برادران اسلام!

لَا تَسْتَنْکِرُوْا مَقَامِیْ وَلَا تَسْتَکْثِرُوْا کَلَامِیْ۔ فَاِنِّیْ حَرّٰی عَبْرٰی رُزِئْتُ جَلِیْلًا وَتَوَقَّعْتُ ثُکْلًا مِنْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ۔ ثَالِثُ الْاَرْکَانِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْفَضْلِ عِنْدَ تَرَاجُعِ النَّاسِ فِی الشُّوْرٰی یَوْمَ الْاِرْشَادِ فَکَانَ الطَّیِّبُ الْمُرْتَضٰی الْمُخْتَارُ

میرے یہاں کھڑے ہونے پر تعجب نہ کرو اور میری باتوں کو بھی فضولیات نہ خیال کرو میں لبمیں ہوں اشک ریز ہوں۔ مجھ پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹا ہی میں عثمانؓ بن عفان کے جانکاہ صدمہ سے دوچار ہوئی وہ عثمانؓ جو رسول اللہ کے دور میں صاحب فضیلت، مرجع انام اور نبیؐ کی مجلس مشاورت میں صاحب الرائے کی حیثیت رکھتے تھے وہ رسول اللہ ص کے تیسرے

حتی لم یتقدمہ متقدم
جانشین تھے وہ پسندیدہ و برگزیدہ شخصیت کے

ولم یشاک فی فضلہ
مالک تھے فضائل میں کوئی ان کے آگے نہ بڑھ

متأثم القوا الیہ الازمۃ
سکا۔ گنہگار سے گنہگار شخص نے بھی انکی فضیلت ما بین

وخلوہ والامۃ حین
کبھی شک نہیں کیا عام مخلوق نے زمام کاران

عرفوا لہ حقہ وحمدوا
کے حوالہ کی۔ ان کے حقوق کو سمجھا اور انکے ایثار

من ہبۃ وصدقۃ۔ فکان
اوران کے روش و مذہب کی تعریف کی کوئی

واحدہم غیر مدافع و
شخص ان کا مقابل نہ تھا۔ ان کی خیر و بھلائی

خیرتہم غیر منازع یحکو
میں کسی کو نزاع وانکار نہ تھا۔ ہر شخص نے

لہ حسن الغناء ولا عثر
عثمانؓ کے حسن تونگری اور کرم نوازی کی تعریف

سماح النعماء۔ اذ وصل
کی۔ مسلمانوں نے اس وقت اپنی سلطنت و قوت

اجنحۃ المسلمین حین
کی نگہداشت ان کے حوالہ کی۔ جب وہ کفر

نہضوا الی رؤس ائمۃ الکفر
کے تاجداروں سے جنگ آزما تھے۔

حیث رکضوا فقتلوا ولاۃ الامور
اوران میں سے کوئی بھی عثمانؓ جیسی

اذ لم یکن فیہم لہ نظیر
صلاحیتوں کا مالک نہ تھا۔ عثمانؓ نے

فسلک بہم سبیل الہدی
ہدایت کی راہ اختیار کرتے ہوئے آپ نے رسول

وبالنبی وصاحبیہ اقتدی
اللہ اور اپنے دو پیشرو خلفاء کے طریق کار

مخسئا للشیطان الی مداحرہ
کی اقتداء کی شیطانی نظام زندگی اور اسلام

مقصیا للعدوان الی مزاجرہ
سے بغاوت وانحراف کو پسپائی ہوئی سرکشوں

تنقشع منہ الطواغیت وتزایل
کی سرکشی کا قلع قمع کیا ناجائز شوکت و وقار

عَنْهُ الْمُضَالِيتُ حَتّٰى اِمْتَدَّ لَهُ
الدِّيْنُ وَاتَّصَلَ لَهُ السَّبِيْلُ الْمُسْتَقِيْمُ
وَلَحِقَ الْكُفْرُ بِالْاَطْرَافِ ۔
قَلِيْلُ الْاٰلَافِ وَالْاَحْلَافِ
فَتَرَكَهُ حِيْنَ لَا خَيْرَ فِي
الْاِسْلَامِ فِي اِفْتِتَاحِ الْبِلَادِ ۔
لِاَهْلِهِ فِي تَجْهِيْزِ الْبُعُوْثِ
فَاَقَامَ يَمُدُّكُمْ بِالرَّاْيِ وَ
يَمْنَعُكُمْ بِالْاَدْنٰى ۔ يَصْفَحُ
عَنْ مُسِيْئِكُمْ فِي اِسَاءَتِهِ
وَيَقْبَلُ مِنْ مُحْسِنِكُمْ بِاِحْسَانِهِ
وَيُكَافِئُكُمْ بِمَالِهِ ۔ ضَعِيْفُ
الْاِنْتِصَارِ مِنْكُمْ قَوِيُّ الْمَعُوْنَةِ
لَكُمْ فَاسْتَلَنْتُمْ عَرِيْكَتَهُ
حِيْنَ مَتَحَكُمْ مَحَبَّتَهُ وَ
اَجْرَرْتُمْ اِحْسَانَكُمْ ، اِمْتَنَا
جُرْاَتُكُمْ وَعُدْوَانُكُمْ
فَاَرَاهَكُمُوْهُ الْحَقُّ اِخْوَانًا
وَاَرَاكُمُوْهُ الْبَاطِلُ شَيْطَانًا

کو مٹایا۔ حتیٰ کہ دین اور صراط مستقیم کو ہمہ گیر
وسعت نصیب ہوئی۔ کفر اطراف و نواحی
میں سمٹ گیا۔ اس کے لشکر اور حلیف نیست و
نابود ہو گئے مرحوم نے اس سلطنت کو ایسے
حالات میں خیرباد کہی جب کہ اسلامی فتوحات
میں کوئی بھلائی باقی نہ رہ گئی تھی۔۔۔۔
بہادران اسلام ۔میں اسلامی فوجوں کی تنظیم
کے ولولے سرد پڑ چکے تھے۔ وہ برابر
تم کو اپنی راہنمائی سے بیدار کرتا رہا۔
بُروں کی لغزشوں سے چشم پوشی اور نیک
کاروں کی نیکی پر حوصلہ افزائی جاری رکھی
وہ اپنے مالوں سے تمہاری امداد کرتا رہا
لیکن خود اس کی امداد میں تم کمزوری ظاہر
کر رہے تھے تم نے اس سے جھگڑے اٹھائے
اس نے تمہیں ڈھیل دی اور محبت کا اظہار
کیا۔ تمہارا یہ جراءت مندانہ کارنامہ
اور بغاوت ہمیں بھی "تسلیم" ہے
اس نے تم کو بھائی بن کر حق کی راہنمائی
کی۔ تم نے اس کو شیطان بن کر فریب و

فِیْ عَقِبِ سِیْرَۃٍ مَنْ رَأَیْتُمُوْہُ
فَظًّا دَعَدَّدْتُمُوْہُ غَلِیْظًا ۔
فَہٰذا کُمْ مِنْہُ بِالنَّقْعِ ۔ وَ
طَاعَتِکُمْ اِیَّاہُ عَلَی الْجُوْعِ
تُعَامِلُکُمُ الْحُسْنَۃَ وَیَتَخَوَّنَکُمْ
بِالضَّرْبِ
وَکَانَ اللّٰہُ اَعْلَمَ بِاٰدَابِکُمْ
وَمَصَابِحِکُمْ ۔ فَلِلّٰہِ ہُوَ
کَانَ قَدْ نَظَرَ فِیْ ضَمَآئِرِکُمْ
دَعَرَفَ اَعْلَانَکُمْ وَسَرَائِرَکُمْ
فَحِیْنَ فَقَدْتُمْ سَطْوَتَہٗ
وَاَمِنْتُمْ بَطْشَتَہٗ رَاَیْتُمْ
اَنَّ الطُّرُقَ قَدِ انْشَعَبَتْ
لَکُمْ ۔ وَالسُّبُلَ قَدِ
اتَّصَلَتْ بِکُمْ ۔ ظَنَنْتُمْ
اَنَّ اللّٰہَ یُصْلِحُ عَمَلَ
الْمُفْسِدِیْنَ ۔ فَعَدَدْتُمْ
عَدَدَۃَ الْاَعْدَآءِ وَشَدَدْتُمْ
شِدَّۃَ السُّفَہَآءِ عَلَی التَّقِیّ

و باطل میں مبتلا کیا وہ ان خلفاء کی سیرتوں
کے بعد تمہارے سامنے نمودار ہوا تھا۔ جو تمہارے
حق میں سخت تھے اور تم انکو نہایت سخت و
شدید شمار کرتے تھے اس کے متبادل نظام
میں تمہارے سامنے یہ ہوا کہ سختی نہ رہی۔
تمہارے معاملات حسن و خوبی سے سرانجام پانے
لگے مگر تم اس کے ساتھ خیانت کرنے لگے
اللہ تعالیٰ تمہارے ان آداب مصالح کو خوب دیکھ
رہا تھا۔ عثمانؓ کا ظرف بھی قابل داد تھا اس
نے تمہارے کھوٹے ضمیر دیکھے۔ تمہارے
ظاہر و باطن کو پرکھا تم نے اس میں جاہ و
جلال اور شان و شوکت نہ دیکھی اور فیصلہ کر
لیا کہ تمام حالات اور راہوں کے نشیب و فراز
پر تم قابض ہو گئے ہو۔ تمہارا یہ خیال تھا کہ
خداوند تعالےٰ فساد برپا کرنے والوں ہی
کو فتح دیتا ہے اس لئے تم نے دشمنوں
کا سا سلوک کیا اور ایک پرہیزگار
بے داغ زندگی کے مالک اللہ
تعالےٰ کی کتاب پاک سمجھانے میں

النَّقِيّ الْخَفِيف بِكِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ لِسَانًا - الثَّقِيل عِنْدَ اللهِ مِيزَانًا نَسَفَكْتُمْ دَمَهُ - وَانْتَهَكْتُمْ حَرَمَهُ -

وَاسْتَحْلَلْتُمْ مِنْهُ الْحُرُمَ الْاَرْبَعَ حُرْمَةَ الْاِسْلَامِ وَحُرْمَةَ الْخِلَافَةِ وَحُرْمَةَ الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَحُرْمَةَ الْبَلَدِ الْحَرَامِ فَلَيَعْلَمَنَّ الَّذِيْنَ فِي اَمْرِهٖ وَدَبُّوْا فِي قَتْلِهٖ وَمَنَعُوْنَا مِنْ دَفْنِهٖ

اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ بِئْسَ لِلظَّالِمِيْنَ بَدَلًا وَاِنَّهُمْ شَرٌّ مَكَانًا وَاَضْعَفُ جُنْدًا - لَتَتَّبِعَنَّكُمُ الشُّبُهَاتُ وَلَتَتَفَرَّقَنَّ بِكُمُ الطُّرُقَاتُ -

وَلَتَذْكُرُنَّ بَعْدَهَا عُثْمَانَ وَلَا عُثْمَانُ

نرم زبان اور قیامت کے روز میزان اعمال میں گراں تر ہستی پر وہ سختیاں اور ناروا سلوک کیے جو کوئی احمق بھی گوارہ نہیں کر سکتا۔ تم نے اس کا خون بہایا اس کے حرم کو بے حرمت کیا۔

اور بیک وقت چار حرمتوں کو پارہ پارہ کر ڈالا - ایک حرمت اسلام دوسری حرمت خلافت تیسری حرمت ماہ محرم چوتھی حرمت مدینہ اور بالآخر اس مرحوم کی لاش کو دفن کرنے میں آڑے آئے ان ناپاک کوششوں اور قتل کی سازشوں کا جلد ہی انجام معلوم ہو جائے گا۔

خدایا - یہ وہ مقام ہے کہ ظالموں کو بدترین بدل اور ذلیل زندگی نصیب کر۔ تمہارے پوشیدہ عزائم تم کو غلامی کے طوق پہنائیں گے تمہارے راستے یکسر پراگندہ ہو کر رہ جائیں گے۔

اس کے بعد تم کو عثمان رض یاد آئے گا لیکن عثمان رض تم کو نصیب نہ ہوگا۔

وَكَيْفَ يُسْخَطُ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ
وَاَيْنَ كُنْتُمْ لِعُثْمَانَ ذِي النُّوْرَيْنِ
مُنَفِّسِ الْكُرَبِ۔
زَوْجَ ابْنَتَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبُ الْمَوَائِدِ وَرُوْمَةَ
هَيْهَاتَ وَاللّٰهِ مَا مِثْلُهٗ
بِمَوْجُوْدٍ وَلَا مِثْلَ فِعْلِهٖ
بِمَعْدُوْدٍ۔

تم اس کے جانے کے بعد خدا کی ناراضی
برداشت نہیں کر سکو گے تم ڈھونڈو گے کہ
وہ عثمانؓ ذوالنورین جو مصیبتوں میں کام آتا تھا
جس نے رسول اللہؐ کی دو صاحبزادیوں کے
ذریعہ دامادی کا شرف حاصل کیا تھا جس
کا دسترخوان اور نیک ارادے وسیع تھے
کہاں گیا؟ ناممکن ہے کہ اس کی یا اس کے
کارناموں کی تلافی ہو سکے۔

يَا هٰؤُلَاءِ اِنَّكُمْ فِيْ فِتْنَةٍ عَمْيَاءَ
صَمَّاءَ طِبَاقَ السَّمَاءِ۔ مُمْتَدَّةِ
الْبِحَارِ۔ شَوْهَاءِ الْعِيَانِ فِيْ كَثِيْرٍ
مِنَ الْاَمْرِ

لوگو! تم ایک تاریک، وحشتناک اور غضب
آلود فتنہ میں مبتلا ہو چکے ہو۔ تمہارے
تمام معاملات شر اور صعوبت کی نذر ہو چکے ہیں

قَدْ تُوُزِّعَ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهٗ۔
وَيَئِسَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ خَيْرُ
اَهْلِهٖ۔ فَلَهَوَاتُ الشَّرِّ فَاغِرَةٌ
وَاَنْيَابُ السُّوْءِ كَاشِرَةٌ وَعُيُوْنُ
الْبَاطِلِ حُزْرٌ وَاَهْلُهٗ
شُزْرٌ۔

مستحقوں کو ان کے حقوق کا ملنا مشکل ہو گیا ہے
نیکی کا ہر ذریعہ بدی کی نظر ہو گیا ہے۔ شر ہر طرف
سے امنڈا چلا آتا ہے۔ برائیوں کے ذریعے
دانت تیز ہو رہے ہیں۔ باطل نگاہیں
ہر طرف سے تعاقب میں ہیں۔

وَلَئِنْ نَكَرْتُمْ اَمْرَ عُثْمَانَ

اگر تم نے خلافت عثمانیؓ کو وحشت آلود

وَلَتَعْلَمُنَّ السَّاعَةَ لَتُنْكِرُنَّ غَيْرَ ذٰلِكَ مِنْ غَيْرِهٖ حِيْنَ لَا يَنْفَعُكُمْ عِتَابٌ وَلَا يُسْمَعُ مِنْكُمْ اِسْتِعْتَابٌ۔

نگاہوں سے دیکھا تو ابھی اور بھی بہت کچھ وحشت افزا نظروں سے دیکھنا ہوگا مگر اب کوئی ندامت کام نہ آئے گی ۔ تمہاری کوئی عذر خواہی نہ سنی جائے گی

(بحوالہ سیرت عثمان بن عفان) (محمد رضا مصری)

(سیرت عثمان بن عفان مطبوعہ البیان۔

خطبہ حجۃ الوداع

(۱) یا ایہا الذین انی لا ارانی وایاکم نجتمع فی ھذہ المجلس ابدا ۔

(۱) لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم کبھی اس مجلس میں اکٹھے نہ ہوں گے

(۲) ان دماءکم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی بلدکم ھذا فی شھرکم ھذا

(۲) لوگو! تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسی ہی حرام ہیں جیسا کہ تم آج کے دن کی اس شہر کی اس مہینہ کی حرمت کرتے ہو

وستلقون ربکم فیسئلکم عن اعمالکم الا فلا ترجعوا بعدی ضلالا یضرب بعضکم رقاب بعض ---

لوگو! تمہیں عنقریب خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال فرمائیگا۔ خبردار میرے بعد گمراہ نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔

(۳) الا کل شیء من امر الجاھلیۃ تحت قدمی موضوع

لوگو! جاہلیت کی ہر ایک بات میں اپنے قدموں کے نیچے پامال کرتا ہوں

ودماء الجاھلیۃ موضوعۃ وان اول دم اضع من دمائنا دم ابن ربیعۃ بن الحارث کان مسترضعا فی بنی

جاہلیت کے قتلوں کے تمام جھگڑے ملیامیٹ کرتا ہوں پہلا خون جو میرے خاندان کا ہے یعنی ابن ربیعہ بن حارث کا خون جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور ہذیل نے اسے

سَعْدٍ فَقَتَلَهُ هُذَيْلُ

مار ڈالا تھا میں چھوڑتا ہوں۔

وَرِبَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَاَوَّلُ رِبًا اَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ

جاہلیت کے زمانہ کا سود ملیا میٹ کر دیا گیا۔ اور پہلا سود اپنے خاندان کا جو میں مٹاتا ہوں۔ وہ عباس ابن مطلب کا سود ہے وہ سارے کا سارا چھوڑ دیا گیا

(۴) فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَلَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهُ فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ۔

لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو۔ خدا کے نام کی ذمہ داری سے تم نے ان کو بیوی بنایا اور خدا کے کلام سے تم نے ان کا جسم اپنے لئے حلال بنایا ہے تمہارا حق عورتوں پر اتنا ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو (کہ اس کا آنا تم کو ناگوار ہے) نہ آنے دیں لیکن اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسی مار مارو۔ جو نمودار نہ ہو۔

وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ۔ اچھی طرح پہناؤ۔

(۵) وَقَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ كِتَابَ اللّٰهِ۔

لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر اسے مضبوط پکڑ لوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے وہ قرآن اللہ کی کتاب ہے

(۶) اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

لوگو! نہ تو میرے بعد کوئی پیغمبر ہے اور

وَلَا اُمَّةَ بَعْدَكُمْ اَلَا فَاعْبُدُوْا
رَبَّكُمْ وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوْا
شَهْرَكُمْ وَاَدُّوْا زَكٰوةَ...
اَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا اَنْفُسُكُمْ
وَتَحُجُّوْنَ بَيْتَ رَبِّكُمْ وَ
اَطِيْعُوْا وُلَاةَ اَمْرِكُمْ
تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ

نہ کوئی جدید امت پیدا ہونے والی ہے
خوب سن لو۔ کہ اپنے پروردگار کی عبادت
کرو۔ اور پنجگانہ نماز ادا کرو۔ سال بھر میں
ایک مہینہ رمضان کے روزے رکھو۔ مالوں
کی زکوٰۃ نہایت دلی خوشی کے ساتھ دیا کرو
خانہ خدا کا حج بجالاؤ اور اپنے اولیائے
امور و حکام کی اطاعت کرو جس کی جزا یہ
ہے کہ تم پروردگار کے فردوس بریں میں
داخل ہو گے۔

(۷) وَاَنْتُمْ تُسْئَلُوْنَ عَنِّیْ
فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ

لوگو! قیامت کے دن تم سے میری بابت
بھی دریافت کیا جائیگا مجھے ذرا بتا دو
کہ تم کیا جواب دو گے۔

قَالُوْا نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ
بَلَّغْتَ
وَاَدَّيْتَ
وَنَصَحْتَ

سب نے کہا ہم اس کی شہادت دیتے
ہیں کہ آپ نے اللہ کے احکام ہم کو پہنچا دیئے
آپ نے رسالت و نبوت کا حق ادا کر دیا
آپ نے ہم کو کھوٹے کھرے کی بابت اچھی
طرح بتا دیا۔

فَقَالَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا
اِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا اِلَى النَّاسِ

(اس وقت) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت
شہادت کو اٹھایا آسمان کی طرف انگلی کو

اٹھاتے تھے اور پھر لوگوں کی طرف جھکاتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ
اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ
اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ط

(فرماتے تھے) اے خدا سن لے (تیرے بندے کیا کہہ رہے ہیں) اے خدا گواہ رہنا (کہ یہ لوگ کیا گواہی دے رہے ہیں) اے خدا شاہد رہ کہ یہ سب کیسا صاف اقرار کر رہے ہیں۔

ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

(۸) اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلِّغُهُ اَنْ يَّكُوْنَ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضٍ مَنْ سَمِعَهٗ

دیکھو جو لوگ موجود ہیں وہ ان لوگوں کو جو موجود نہیں ہیں۔ ان کو تبلیغ کرتے رہو ممکن ہے کہ بعض سامعین سے وہ لوگ زیادہ تر اس کلام کو یاد رکھنے اور حفاظت کرنے والے ہوں جن پر تبلیغ کی جائے

(نوٹ)

۱؎ عین اس وقت جب آپ یہ فرض نبوت ادا کر رہے تھے یہ آیت اتری۲؎

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے مذہب اسلام کو انتخاب کر لیا۔

۲؎ صحیح بخاری مسلم و ابو داؤد وغیرہ ابن سعد میں تصریح خاص ہے۔

اَیُّہَا النَّاسُ! اَلَا اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ	لوگو! بے شک تمہارا رب ایک ہے
وَاِنَّ اَبَاکُمْ وَاحِدٌ اَلَا لَا فَضْلَ	تمہارا باپ ایک ہے۔ ہاں عربی کو
لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی	عجمی پر۔ عجمی کو عربی پر، سرخ کو سیاہ
عَرَبِیٍّ۔ وَلَا اَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ	پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت
وَلَا اَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ اِلَّا	نہیں۔ مگر تقویٰ کے سبب سے
بِالتَّقْوٰی (مسند امام احمد حنبل)	

اس کے بعد آپؐ نے چند اصولی احکام کا اعلان فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ اَعْطٰی کُلَّ	خدا نے ہر حق دار کو (از روئے وراثت)
ذِی حَقٍّ حَقَّہٗ فَلَا وَصِیَّۃَ لِوَارِثٍ	اس کا حق دے دیا۔ اب کسی کو وارث کے
اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاہِرِ الْحَجَرُ	حق میں وصیت جائز نہیں۔ لڑکا اس کا ہے
حِسَابُہُمْ عَلَی اللّٰہِ	جس کے بستر پر پیدا ہوا۔ زنا کار کے لئے پتھر ہے اور اُن کا حساب خدا کے ذمہ ہے
مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ	جو لڑکا اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کے
وَانْتَمٰی اِلٰی غَیْرِ مَوَالِیْہِ	سبب سے ہونے کا دعویٰ کرے اور جو غلام
فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ	اپنے مولیٰ کے سوا کسی اور طرف اپنی نسبت کرے (اس پر خدا کی لعنت ہے)
اَلَا لَا یَحِلُّ لِامْرَءَۃٍ اَنْ	ہاں عورت کو اپنے شوہر کے مال میں سے
تُعْطِیَ مِنْ مَالِ زَوْجِہَا شَیْئًا	اسکی اجازت کے بغیر کچھ دینا جائز نہیں قرض
اِلَّا بِاِذْنِہٖ اَلدَّیْنُ مَقْضِیٌّ	ادا کیا جائے عاریتہً واپس کی جائے عطیہ

وَالْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُوْدَةٌ وَالزَّعِيْمُ غَارِمٌ۔

لوٹایا جائے۔ ضامن تاوان کا ذمہ دار ہے۔

اَلَا لَا يَجْنِيْ جَانٍ اِلَّا عَلٰى نَفْسِهٖ اَلَا لَا يَجْنِيْ جَانٍ عَلٰى وَلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ عَلٰى وَالِدِهٖ

ہاں مجرم اپنے جرم کا آپ ذمہ دار ہے ہاں باپ کے جرم کا ذمہ دار بیٹا نہیں اور بیٹے کے جرم کا ذمہ دار باپ نہیں

(ابن ماجہ وترمذی)

اِنْ اُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مُّجَدَّعٌ اَسْوَدُ يَقُوْدُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا (صحیح مسلم)

اگر کوئی حبشی یعنی بریدہ (یا کان کٹا) غلام کالے رنگ کا تمہارا امیر ہو اور وہ تم کو خدا کی کتاب کے مطابق لے چلے تو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔

(نوٹ) اس ٹرسٹ کی طرف سے جتنی کتابیں شائع ہو رہی ہیں ان کے آخر میں نبی کریمؐ کا یہ آخری خطبہ بطور وصیت دیا جا رہا ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ قارئین اس کو خاص توجہ دیتے رہیں گے۔

مظہر الحیاء والایمان

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں

مرتب

محمد نصیر ہمایوں

بیگم ہمایوں ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ○ لاہور